ہفت روزہ

# خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۸ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین • لاہور

# تبلیغ

عبد الحمید فرید ایڈووکیٹ

اے مسلماں! بہت تو نے ادارے کھولے
دنیوی کام ترازوئے خرد میں تولے

شک نہیں اس میں کہ تو اپنے وطن پہ ہے نثار
قوم کے جام میں تعویذ بھی تو نے گھولے!

باغِ دیں ہی ترے کشور میں مگر خشک و خموش
گُل گلستاں میں ہو موجود تو بلبل بولے

مملکت کا ہے نگہباں سیاست کا شعور
تیرے جمہور کے افراد ہیں بکھیڑے بھولے

گرچہ ماخوذ ہے اسلام سے تیرا آئین
اس میں اسلام کی تبلیغ کا اک حرف نہیں

---

# کدھر گئے؟

مراد علی ذہن

باطل تھا جن کے خوف سے لرزاں کدھر گئے
تھا جن پہ حق کو ناز وہ انساں کدھر گئے

ہیں آج غازیانِ حنین و اُحد کہاں!
ہوتے تھے دینِ حق پہ جو قرباں کدھر گئے

باطل کی آندھیاں ہیں مسلّط جہاں پر
دیتے تھے پھیر جو رُخِ طوفاں کدھر گئے

جو غیرِ حق کسی کے بھی آگے نہ جھک سکے
تازہ ہے جن کی یاد سے ایماں کدھر گئے

عشقِ رسولؐ میں جو تڑپتے تھے رات دن
یعنی بلالؓ و بوذرؓ و سلمانؓ کدھر گئے

قرآن کو جو سمجھتے تھے دستورِ زندگی
مرضی تھی جن کی مرضیِ یزداں کدھر گئے

دنیا میں عام ہو گئیں پھر بُت پرستیاں
کرتے تھے بتکدوں کو جو ویراں کدھر گئے

باغِ جہاں میں آ گئیں ویرانیاں ذبیح
وہ جن سے تھی بہارِ گلستاں کدھر گئے

ہفت روزہ
# خدام الدین لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۶ | ۱۲ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء | شمارہ ۵۱

## خلائی پرواز

آج کل دنیا میں خلائی پرواز کا بڑا چرچا ہے۔ روس و امریکہ کے مقابلہ نے اس میں اور جان ڈالدی ہے۔ ہم آج اس میں چار حیثیتوں سے بحث کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) کیا اسلام ان تحقیقات کا مخالف ہے؟

(۲) کیا سائنس کی موجودہ ترقیات اسلام کے مخالف ہیں؟

(۳) ان تحقیقات و ترقیات کا مقصد کیا ہونا چاہئے

(۴) موجودہ بڑی طاقتیں ان سے کیا کام لے رہی ہیں۔ کیا یہ انسانیت کی خدمت ہے۔

(۱) پہلی بات یہ کہ اسلام کسی تحقیق و اکتشاف کی مخالفت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تو اس کا خود داعی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک نے نیک بندوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ یہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں غور کیا کرتے ہیں۔ کہ کائنات کی پیدائش کس طرح ہوئی اس کی ابتداء کس سے اور کیسے ہوئی۔ پھر ارتقاء اور پھیلاؤ کیونکر ہوا یا یوں کہئے۔ کہ آسمانوں اور زمین کی مخلوقات میں غور کیا کرتے ہیں۔ کہ اس کائنات کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک نے ہواؤں کے آنے جانے جو سماء میں بادلوں کے باقاعدہ خاص فرائض ادا کرنے کے لئے مسخر کئے جانے اور سمندروں کی تہ سے برآمد ہونے والے موتیوں اور مرجان نیز سطح سمندر پر مال تجارت لے کر چلنے والی کشتیوں اور جہازوں پر غور کرنے کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ پہاڑوں کی قسموں اور نباتات کی رنگینیوں پر بھی متوجہ فرمایا گیا ہے۔ خود انسان کو اپنے اندر کے عجائب قدرت پہ غور کرنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے سینکڑوں برس تک اسی نقطۂ نظر سے کائنات پر حکومت کی۔ جس سے نہ صرف یہ کہ انسانیت روحانی اور اخلاقی بہاروں سے بلند ہوئی۔ بلکہ مادی طور پر بھی ارضی اور فلکی کائنات کے سلسلہ میں اُنہوں نے بہت سے نئے علوم کی بنیاد رکھی ان کو پروان چڑھایا۔ اور ان سے فوائد حاصل کئے۔ آج جو لوگ سائنس سائنس کہہ کر اسلام اور اسلامی علوم سے دور ہوتے رہے ہیں۔ وہ برخود غلط قسم کے "عقلمند" اسلام کے تابناک ماضی سے بالکل بے خبر ہیں اسلام مذہب علم ہے۔ اس نے علم و تحقیق کی بھی کبھی مخالفت نہیں کی بلکہ جہاں سے بھی یہ میسر آئے اسے قبول کرنے کی ترغیب دی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (او کما قال) کہ دانائی کی بات تو مسلمان کی گم شدہ چیز ہے جہاں سے ملے اُس کو اُٹھالے

(۲) دوسری بات کہ موجودہ سائنس اور ترقی اسلام کے مخالف ہے یا اسلام کے اصول کی تردید کر رہی ہے۔ صحیح نہیں۔ جب سائنس کا ہمارے ملک میں تازہ تازہ چرچا ہوا۔ اور یہ کہا جانے لگا۔ کہ اب دنیا آنکھوں دیکھی چیز کے سوا کسی بات کو تسلیم نہ کرے گی۔ تو ہمارے بعض سربرآوردہ اہل علم کو یہ دُور کی سُوجھی۔ اب خیر اسی میں ہے۔ کہ مَا فَوْقَ الْاِدْرَاكِ امور جو اسلامی تعلیمات میں موجود ہیں۔ اور جو نظر بظاہر سمجھ میں نہیں آسکتے ان کا یا تو اسے انکار کر دیا جائے یا ان کے ایسے معانی مطالب بیان کئے جائیں۔ جو ان لوگوں کے لئے قابل قبول ہوسکیں

اس ضمن میں بعض افراد کی طرح سے شیاطین ملائکہ تک کے وجود خارجی کا انکار کر دیا گیا اسی طرح سات آسمانوں کا مطلب سات سیارے بیان کیا گیا۔ قیامت میں دوبارہ جسمانی زندگی کا انکار کیا گیا۔ معراج جسمانی کو روحانی قرار دیا گیا۔ معجزات کی غلط تاویلیں کی گئیں۔ اور پھر باطل کا دباؤ یہاں تک بڑھا کہ اسلام کے مسلمہ مسائل جیسے تعدد ازواج۔ جہاد۔ قتل مرتد اور تعزیرات وغیرہ کے ذکر سے ہمارے ان بزرگوں کو شرم محسوس ہونے لگی۔ نیست سے ہست کرنے اور بغیر مادہ کے کائنات کو پیدا کرنے کے عقیدہ کا اظہار بھی ان کے لئے مشکل ہوگیا۔ انسان کی ابتداء بجائے حضرت آدم علیہ السلام کے بنے ہوئے کیچڑ کے ایک کیڑے سے بتائی جانے لگی اس کو قانون ارتقاء کے تحت بندر بنایا۔ پھر بندر کی دم کا ٹکر انسان کے مرتبہ تک پہنچایا۔ حتی کہ ڈارون کی اس تھیوری پر بعض علامہ کہلانے والے اور پھر ایک قرآن مجید کو دو قرآن مجید بنا دینے والے افراد بھی اس پہ لٹو ہوگئے بیچارہ ڈارون کا صرف اپنا نظریہ اور خیال تھا۔ مگر ان بزرگوں نے اس کو بطور حقیقت قبول کیا اور پیش کیا اور غضب یہ کہ اس کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔

حالانکہ بحیثیت مسلمان ہم کو قرآن و حدیث میں بتائی ہوئی ہر بات پر ایمان لانا چاہئے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ کائنات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی قرآن میں فرمائی ہوئی یا اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی کوئی بات غلط ثابت ہوجائے بہر حال یہ سب کچھ ہوا کیا۔ اور صرف علماء کرام اسلام اور اسلامی عقائد پر ڈٹے رہے۔ اور انہوں نے قوم کے ننانوے فیصد حصہ کو اسلام سے برگشتہ ہونے سے بچائے رکھا اور پھر سائنس نے جوں جوں ترقی کی اسلامی احکام و معتقدات کی تصدیق ہوتی گئی جب فضائے بسیط کی لامحدود پیمائش سے سائنسدان تھک گئے۔ اور آئے دن ایسے سیاروں کی دریافت ہونے لگی۔ جو سورج سے بھی بڑے اور نظام شمسی کی طرح اپنا اپنا مستقل نظام رکھتے ہیں۔ تو وہ عجز و کمزوری ماننے پر مجبور ہوگئے اور یہ بات کہ صرف اس وجہ سے کہ آسمانوں کے وجود کا ان کے آلات سے پتہ نہ چل سکتا تھا۔ آسمانوں کا انکار کم ہوگیا اور بات بھی یہ تھی کہ کسی چیز کا علم نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ درحقیقت اس کا وجود ہی نہیں۔

اہل عقل نے پہلے مادی دنیا کی ترکیب عناصر اربعہ (پانی ہوا مٹی آگ) سے قرار دی۔ اور ان عناصر کو ناقابل تقسیم قرار دیا۔ دوسرے عقلاء نے پانی اور ہوا وغیرہ کا تجزیہ کرکے ان کے بسیط ہونے کے نظریہ کو غلط کر دیا۔ اور ترقی ہوئی تو کائنات کی ابتداء مادہ سے سمجھی گئی۔ اور مادہ کو فلاسفہ نے قدیم قرار دیا۔ کیونکہ بغیر مادہ کے کسی چیز کا پیدا کیا جانا ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا پچھلوں نے تصریح کردی کہ کائنات کا آغاز جواہر (ذرّات) سے ہوا۔ جو ناقابل تقسیم ہیں۔

لیکن ترقی یافتہ سائنس دانوں نے جوہر کی بھی تقسیم کر ڈالی۔ اور یہ تجزیہ برقیوں کی صورت میں نمودار ہوا۔ گویا مادہ کی ابتداء مادے سے نہیں ہوئی

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

## قرآن پڑھنے کی فضیلت کا بیان

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّۃِ رِیْحُہَا طَیِّبٌ وَّطَعْمُہَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَۃِ لَا رِیْحَ لَہَا وَطَعْمُہَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ لَیْسَ لَہَا رِیْحٌ وَطَعْمُہَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّیْحَانَۃِ رِیْحُہَا طَیِّبٌ وَطَعْمُہَا مُرٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَیَعْمَلُ بِہٖ کَالْاُتْرُجَّۃِ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِیْ لَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَیَعْمَلُ بِہٖ کَالتَّمْرَۃِ

ترجمہ:- حضرت ابوموسیٰؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حال اس مومن کا جو قرآن پڑھتا ہے ترنج کی مانند ہے۔ کہ اس کی خوشبو عمدہ اور مزہ شیریں ہوتا ہے۔ اور اس مومن کا حال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی مانند ہے۔ جس میں خوشبو نہیں لیکن مزہ شیریں ہے۔ اور اس منافق کا حال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کے پھل کی مانند ہے۔ کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہے۔ اور مزہ بھی تلخ ہے۔ اور اس منافق کا حال جو قرآن پڑھتا ہے۔ خوشبودار پھول کی مانند ہے۔ کہ بو عمدہ ہے اور مزہ تلخ ہے (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ حال اس مومن کا جو قرآن پڑھتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ ترنج کی مانند ہے۔ اور اس مومن کا حال جو قرآن نہیں پڑھتا اور اس پر عمل بھی نہیں کرتا کھجور کی مانند ہے۔

۲

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ قَالَ بَیْنَمَا ھُوَ یَقْرَءُ مِنَ اللَّیْلِ سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ وَفَرَسُہٗ مَرْبُوْطَۃٌ عِنْدَہٗ اِذَا جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَکَتَ فَسَکَنَتْ فَقَرَءَ فَجَالَتْ فَسَکَتَ فَسَکَنَتْ ثُمَّ قَرَءَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَکَانَ ابْنُہٗ یَحْیٰی قَرِیْبًا مِّنْہَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِیْبَہٗ وَلَمَّا اَخَّرَہٗ رَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّۃِ فِیْہَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَءْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ اِقْرَءْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ تَطَاَ یَحْیٰی وَکَانَ مِنْہَا قَرِیْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَیْہِ وَرَفَعْتُ رَاْسِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّۃِ فِیْہَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰی لَا اَرَاہَا قَالَ وَتَدْرِیْ مَا ذَاکَ قَالَ لَا قَالَ تِلْکَ الْمَلٰٓئِکَۃُ دَنَتْ بِصَوْتِکَ وَلَوْ قَرَاْتَ لَاَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ اِلَیْہَا لَا تَتَوَارٰی مِنْہُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِیِّ وَفِیْ مُسْلِمٍ عَرَجَتْ فِی الْجَوِّ بَدَلَ فَخَرَجْتُ عَلٰی صِیْغَۃِ الْمُتَکَلِّمِ

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔

اُسید بن حضیر نے بیان کیا ہے کہ میں رات کو سورہ بقر پڑھ رہا تھا۔ اور میرا گھوڑا میرے پاس بندھا ہوا تھا۔ یکایک میں نے دیکھا۔ کہ گھوڑا اچھلنے کودنے اور شوخیاں کرنے لگا۔ میں پڑھتے پڑھتے خاموش ہوگیا۔ گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ میں نے پھر پڑھنا شروع کیا۔ گھوڑا پھر شوخیاں کرنے لگا۔ میں خاموش ہوگیا۔ اور گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ میں نے پھر پڑھنا شروع کیا۔ گھوڑا پھر اسی طرح اچھلنے لگا۔ آخر میں نے پڑھنا بند کردیا۔ اور میرا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا۔ مجھ کو اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں گھوڑا اس کو اذیت نہ پہنچائے۔ پس میں اپنے بیٹے کو وہاں سے اٹھانے کے لئے آگے بڑھا۔ کہ میری نظر آسمان پر پڑی میں نے دیکھا کہ ابر سا چھایا ہوا ہے جس کے اندر چراغ سے جل رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی۔ تو میں نے اس واقعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ابن حضیر پڑھے گیا ہوتا یعنی تو خاموش کیوں ہوگیا برابر پڑھتا رہتا میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا بیٹا یحییٰ قریب ہی تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو کچل نہ دے اس لئے میں نے پڑھنا بند کردیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ابر سا نظر آیا۔ جس میں چراغ سے جل رہے تھے پھر میں نے باہر نکل کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو وہ کیا تھا میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ فرشتے تھے۔ جو تیری قرأت سننے آئے تھے۔ اگر تو برابر پڑھتا رہتا تو صبح کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور فرشتے ان کی نگاہوں سے نہ چھپتے۔

۳

عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ کَانَ رَجُلٌ یَقْرَءُ سُوْرَۃَ الْکَہْفِ وَاِلٰی جَانِبِہٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَیْنِ فَتَغَشَّتْہُ سَحَابَۃٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُہٗ یَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ تِلْکَ السَّکِیْنَۃُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ:- حضرت براءؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ایک جانب دو رسیوں سے گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس گھوڑے پر ایک ابر چھا گیا اور قریب ہوا گھوڑے سے پھر اور قریب ہوا اور گھوڑے نے اس کو دیکھ کر اچھلنا کودنا شروع کیا جب صبح ہوئی تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا یہ سکینہ (رحمت) تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب نازل ہوئی۔

## سورۂ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَدَعَانِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْہُ حَتّٰی صَلَّیْتُ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ قَالَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَّخْرُجَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ:- حضرت ابوسعید بن المعلی کہتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو آواز دی میں نے نماز میں مشغول ہونے کے سبب جواب نہیں دیا پھر نماز سے فارغ ہوکر، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ (اس لئے جواب نہ دے سکا) آپ نے فرمایا کیا خدا نے حکم نہیں دیا ہے۔ کہ جب تم کو رسول بلائے تو تم خدا اور رسول کے بلانے پر اس کو جواب دو۔ اور اس کی اطاعت کرو۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو تیرے مسجد سے باہر جانے سے پہلے ایک ایسی سورۃ نہ بتلاؤں۔ جو قرآن کی سب سے بڑی سورۃ ہے پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا (اور۔ اور باتوں میں مشغول ہوگئے) پھر جب میں نے مسجد سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ میں تجھ کو قرآن کی ایک ایک بڑی سورۃ سکھاؤں گا۔ آپنے فرمایا وہ الحمد للہ رب العلمین ہے۔ اس میں سات آیتیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ اور یہ بڑا قرآن ہے۔ جو مجھ کو دیا گیا ہے۔

خدام الدین کی توسیع اشاعت آپ کا تبلیغی
اور دینی فریضہ ہے

# خطبۂ یوم الجمعۃ ۵ر ذی قعد سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ر اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی۔ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:۔

# اللہ تعالےٰ کو پکارنا ٹھیک اور غیر کو پکارنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی پانی کو کہے۔ کہ اے پانی میرے منہ میں آ۔ پانی ناممکن ہے کہ خود بخود اس کے منہ میں آئے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کو پکارنا ایسا ہی ہوتا ہے

## مذکور الصدر عنوان کا ثبوت

قولہ تعالیٰ (لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ (سورۃ الرعد رکوع ۲ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور اسی (اللہ تعالےٰ) کو پکارنا بجا ہے اور اس کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آتے۔ مگر جیسا کوئی پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے۔ کہ اس کے موہنہ میں آجائے۔ حالانکہ وہ اس کے منہ تک نہیں پہنچتا اور کافروں کی جتنی پکار ہے۔ سب گمراہی ہے

## حاصل

اس ارشاد الہٰی کا حاصل یہ ہے۔ کہ مومن تو فقط ایک اللہ تعالےٰ کو پکارتے ہیں۔ مگر کافر غیر اللہ (تعالیٰ) کو بھی پکارتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ان کی پکار ایسی ہی ہے۔ جیسے پیاسا پانی کے سامنے دونوں ہاتھ پھیلائے۔ اور کہے۔ کہ اے پانی میرے موہنہ میں آ۔ اس طرح سے کبھی پانی اس کے موہنہ میں نہیں آئے گا۔ اور بلانے والا خائب و خاسر رہے گا۔ اسی طرح غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکارنے والا خائب و خاسر رہے گا

## فقط ایک اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے قرآن مجید سے شواہد

## پہلا شاہد

قولہ تعالیٰ (وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ:۔ اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں۔ تو میں نزدیک ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پھر چاہیے۔ کہ میرا حکم مانیں۔ اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

## حاصل

یہ ہے کہ میں اپنے بندوں سے بالکل قریب رہتا ہوں۔ اور ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب میں ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں اس لئے انہیں چاہئے۔ کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ ہدایت یافتہ ہوجائیں۔

اللھم اجعلنا من عبادك الصلحین

## دوسرا شاہد

قولہ تعالیٰ (وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

(سورۃ یونس رکوع ۷ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ اور جس حال میں ہوتے ہو یا قرآن مجید میں سے کچھ پڑھتے ہو۔ یا تم لوگ کوئی کام کرتے ہو تو ہم وہاں موجود ہوتے ہیں۔ جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو۔ اور تمہارے رب سے ذرہ بھر بھی کوئی پوشیدہ نہیں ہے۔ نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر کتاب روشن میں ہے۔

## غرضیکہ

کہ اللہ تعالےٰ ہر وقت تمہارے پاس رہتا ہے۔ تو پھر اس مالک الملک خالق الخلق کے سوا اور کسی کو پکارنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ھذا ھو الحق

## تیسرا شاہد

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار۔ جو نہ تیرا بھلا کرے۔ اور نہ بُرا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا۔ تو بیشک ظالموں میں سے ہوجائے گا۔ اور اگر اللہ (تعالیٰ) تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے۔ تو اس کے سوا اسے ہٹانے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے۔ تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے۔ اپنا فضل پہنچاتا ہے۔ اور وہ بخشنے والا مہربان ہے

## مذکورۃ الصدر

آیت کے ترجمہ میں غور کرکے دیکھئے۔ کیا کسی غیر کے قبضہ میں کسی سے بھلائی کرنا یا دکھ پہنچانا ہے

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

## چوتھا شاہد

(فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ) سورۃ المومن رکوع ۲ پارہ ۲۴

پس اللہ (تعالیٰ) کو پکارو اس کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے۔ اور اگرچہ کافر بُرا منائیں۔

## غور سے پڑھئے

اے مسلمانو۔ اس ایت کو ذرا غور سے پڑھئے کہ اس آیت میں یہ حکم ہو رہا ہے۔ کہ جب ضرورت پیش آئے۔ تو فقط اللہ تعالیٰ کو پکارو۔

## پانچواں شاہد

(وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ) سورۃ المومن رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بیشک جو لوگ میری

عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہوں گے

## حاصل

یہ ہے کہ فقط مجھ ہی کو حاجت روائی کے لئے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اور جو لوگ غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکاریں گے۔ وہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔

## ایسے

صریح اعلان کے بعد بھی تم غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکارو۔ اور دوزخ میں جاؤ۔ یہ تمہاری مصیبت اپنے ہاتھوں خود مول لی ہوئی ہوگی۔ (ما علینا الا البلاغ

## چھٹا شاہد

(وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ٥ سورۃ الاحقاف رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے۔ جو اللہ (تعالیٰ) کے سوا اسے پکارتا ہے۔ جو قیامت تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دے سکے۔ اور انہیں ان کے پکارنے کی انہیں خبر بھی نہ ہو۔

## حاصل

یہ ہے۔ کہ جنہیں تم پکارتے ہو۔ وہ قیامت تک تمہیں جواب نہیں دیں گے۔ اور تمہارے پکارنے کی انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دور سے سلام پڑھا جائے۔ تو آپ بھی دور سے نہیں سنتے بلکہ ہر جگہ جو فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ وہ آپ تک آکر پہنچا دیتے ہیں۔ لہذا دوسرے مقربین کب سن سکتے ہیں۔ اور کہیں ثابت نہیں کہ انہیں فرشتے پہنچاتے ہیں

## ثبوت

وعنہ رضی عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لِلّٰهِ ملائکہ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام رواہ النسائی والدارمی

ابن مسعود (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت ہے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرنے والے ہیں جو میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں

## ساتواں شاہد

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥

(سورۃ یونس رکوع ۱۱ پارہ ۱۱)

ترجمہ اور اللہ (تعالےٰ) کے سوا ایسی چیز کو نہ پکار۔ اور جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا پھر اگر تو نے ایسا کیا۔ تو بیشک ظالموں میں سے ہو جائیگا

## حاصل

یہ ہے۔ کہ جن چیزوں کے ہاتھ میں نہ تیرا نفع ہے اور نہ نقصان۔ اور اگر تو نے ایسی بے بس چیزوں کو اپنی مدد کے لئے پکارا۔ تو اللہ تعالےٰ کے نافرمان کے ہونے کے باعث تو ظالم ہو جائے گا (یہ یاد رکھو) کہ اللہ تعالےٰ کے سوا نہ تیرا نفع کسی کے قبضہ میں ہے۔ اور نہ تجھے نقصان پہنچانا۔ لہذا غیر اللہ (تعالیٰ) کو پکارنے میں نفع تو نہیں ہوگا۔ البتہ نقصان ضرور اٹھائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہوجائیگا اور یہ یاد رکھو۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے۔ تو اس نقصان سے تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا۔ اور اگر نفع پہنچانا چاہے۔ تو اس کی مہربانی کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

## مزید براں سن لیجئے

قولہ تعالیٰ (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ٥ سورۃ المؤمن رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ:۔ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں۔ عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

## اللہ تعالیٰ کا ارشاد

قولہ تعالیٰ (وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ٥ سورۃ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ اور بے شک مسجدیں اللہ (تعالیٰ) کے لئے ہیں۔ پس تم اللہ (تعالیٰ) کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

---

## بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

بلکہ وہ برقیوں اور طاقتوں سے مرکب ہوا تھا یعنے اب مادہ سے دنیا کی ابتدا کا نظریہ ہی غلط قرار پایا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ یہ طاقتیں کہاں سے آئیں۔ آخری بات یہ کہی گئی۔ کہ غیر محدود فضائے بسیط سے کوئی روشنی آتی ہے۔ جس کا ٹھکانہ معلوم نہیں ہے۔ وہ روشنی ہی سب کچھ ہے۔ اور وہی مبدأ خلق ہے۔ اَللّٰہُ اکبر۔ سائنس ترقی کرتے کرتے اللہ تعالےٰ کے ازلی وجود اور اس کے خالق کائنات ہونے کے نتیجہ پر پہنچتی ہے۔ جو بات پیغمبر کی زبانی چودہ سو سال پہلے کہی گئی تھی۔ کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَيْءٌ (کہ اللہ تھا اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی) وہاں تک انسانی غور و فکر کو پہنچنے کے لئے چودہ سو سال لگ گئے۔ قرآن پاک میں ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (کہ اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والے ہیں) اس تمام کائنات کی ابتداء کُنْ کے نور (روشنی) سے ہوئی ہے۔

مختصر یہ کہ سائنس نے اپنی طول طویل ترقی سے اسلام کی تائید کی ہے۔ نہ کہ تردید۔ جیسا کہ بعض ہمارے کرم فرما عوام کو سائنس سے ڈرا کر اسلام سے بیزار کرنے کے ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔

زمین کا پیٹ چاک ہوا۔ اس شق الارض سے زمین سے سمندر بن گئے۔ لاوا باہر نکلا۔ تو پہاڑ کھڑے ہوگئے۔ آج سائنس دان جو چاند میں پہاڑ اور دریا بتاتے ہیں۔ کیا شق القمر کے معجزے کا نتیجہ نہیں ہوسکتا

پیغمبروں نے بتوفیق الٰہی آسمانوں پر جاکر اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت نے ہوا پر اڑ کر بنی نوع انسان کی اس اہلیت و قابلیت کو پہلے سے آشکار کر دیا تھا۔ آج روس کا پہلا خلائی ساز زمین کے مدار میں پہنچ کر اپنا بوجھ محسوس نہیں کرتا۔ بلکہ خود کو اپنے کیبن میں معلق (لٹکا ہوا) پاتا ہے اگر وہ ثقیل و کثیف دنیا سے دور چلے جانے پر ایسا لطیف ہوسکتا ہے۔ تو جو اللہ والے اپنی روحانی قوت و صفات کے غلبہ سے زمین پر ہی لطیف ہو جائیں۔ تو یہ کیونکر ناقابل تسلیم ہے۔ بات تو صرف اتنی ہے۔ کہ وہاں زمین کی کشش نہ رہی۔ یہاں جسم کا ثقل نہ رہا

اسلامی تعلیمات میں انسانی زبان کے سوا بھی قیامت اعضاء کی گواہی اور بولنے کا ذکر ہے اعمال کے مجسم شکل میں سامنے آنے کا ذکر ہے۔ جو اب تک یار لوگوں کی سمجھ میں نہ آتا تھا

کسی عمل اور معاملہ کی فہم نے اعمال کے تجسم (جسمانی صورت میں ظاہر ہونے) کو ذہن کے قریب کر ڈالا۔

باقی صفحہ ۱۷

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۴ر ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ر اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

# ذاکرین کے لئے خوشخبری

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد:-

الحمد للہ۔ حضرت اقدس اپنی تکالیف، کمزوری و معذوری کے باوجود رونق افروز مجلس ذکر ہوئے اور تشنگان کو اپنے فیض صحبت اور ارشاداتِ عالیہ سے مستفیض فرمایا۔ ہم گزشتہ دو شماروں میں حضرت کی علالت کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس مجلس میں بھی حضرتِ اقدس نے اپنے ارشادات کیساتھ اپنی صحت کا ذکر بھی فرمایا۔ جس کو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ مرتب

## ارشادات عالیہ

میں پہلے بھی کئی دفعہ اس حدیث کو بیان کر چکا ہوں۔ ہر مجلس میں کوئی نہ کوئی نئے احباب آجاتے ہیں۔ لہٰذا آج پھر اسی کا اعادہ کرتا ہوں اور آپ لوگوں کو خوشخبری سناتا ہوں حدیث شریف

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله ملائكة يطوفون فى الطرق يلتمسون اهل الذكر فاذا وجدوا قوما يذكرون الله تنادوا هلموا الى حاجتكم قال فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا قال فيسألهم ربهم وهو اعلم بهم مايقول عبادى قال يقولون يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك

قال فيقول هل رأونى قال فيقولون لا والله ما رأوك قال فيقول كيف لو رأونى قال فيقولون لو رأوك كانوا اشد لك عبادة واشد لك تمجيدا واكثرلك تسبيحا قال فيقول فما يسألون قالوا يسألونك الجنة قال يقول وهل رأوها فيقولون لا والله يارب مارأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون لو انهم رأوها كانوا اشد عليها حرصا واشد لها طلبا واعظم فيها رغبة قال فمم يتعوذون قال يقولون من النار قال يقول فهل رأوها قال يقولون لا والله يارب ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون لو رأوها كانوا اشد منها فرارا واشد لها مخافة قال فيقول فاشهدكم انى قد غفرت لهم قال يقول ملك من الملائكة فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة قال هم الجلساء لا يشقى جليسهم رواه البخارى وفى رواية مسلم

قال ان لله ملائكه سيارة فضلا يبتغون مجالس الذكر فاذا وجدوا مجلسا فيه ذكر قعدوا معهم وحف بعضهم بعضا باجنحتهم حتى يملأوا ما بينهم وبين السماء الدنيا فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الى السماء قال فيسئلهم الله وهو اعلم من اين جئتم فيقولون جئنا من عند عبادك فى الارض يسبحونك ويكبرونك و يهللونك ويحمدونك ويسألونك قال وماذا يسالونى قالوا يسالونك جنتك قال وهل رأوا جنتى قالوا لا اى رب قال وكيف لو راوا جنتى قالوا ويستجيرونك قال ومما يستجيرونى قالوا من نارك قال وهل راوا نارى قالوا لا قال فكيف لو رأوا نارى قالوا يستغفرونك قال فيقول قد غفرت لهم فاعطيتهم ما سالوا واجرتهم مما استجاروا قال يقولون رب فيهم فلان عبد خطاء وانما مر فجلس معهم قال فيقول وله غفرت هم القوم لايشقى بهم جليسهم

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پالیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی ذکر الٰہی کو سننے۔ اور ذکر اللہ کرنے والوں سے ملنے کے لئے۔ اس کے بعد نبی نے فرمایا پس وہ فرشتے (آ جاتے ہیں اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمانِ دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو) اُن کا پروردگار اُن سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ اُن سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے۔ کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر خداوند تعالےٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے۔ تو ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے پھر خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ خدا پوچھتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے۔ خدا کہتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے۔ تو جنت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب اُن میں زیادہ ہو جاتی اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر خدا پوچھتا ہے اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے خدا پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خدا کی قسم اس کو انہوں نے نہیں دیکھا ہے۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ یہ سن کر فرشتوں نے کہا اُن میں تو ایک ایسا بھی شخص تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا راہ چلتا کھڑا ہوگیا تھا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے) لوگ ایسے بیٹھنے والے ہیں۔ کہ نہیں محروم رکھا جاتا ان کے پاس بیٹھنے والا

بخاری اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت زیادہ پھرنے اور گشت لگانے والی ہے یہ جماعت ذکر الٰہی کی مجلسوں کو ڈھونڈتی رہتی ہے پس جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پاتے ہیں۔ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ تو یہ فرشتے بھی اس مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساری فضا جو آسمان اور اس مجلس کے درمیان ہے۔ فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔ پھر جب یہ ذکر الٰہی کرنے والوں کی یہ مجلس منتشر ہو جاتی ہے۔ تو یہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں تو ان سے خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے حالانکہ خدا ان سے زیادہ ذکر الٰہی کرنے والوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ پھر فرشتے کہتے ہیں۔ ہم تیرے اُن بندوں کے پاس سے آرہے ہیں۔ جو زمین میں ہیں۔ اور جو تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری عظمت کا ذکر کرتے ہیں تیرا کلمہ پڑھتے ہیں اور تجھ کو تیری بزرگی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ اور تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے

وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار نہیں۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا پھر فرشتے کہتے ہیں۔ اور وہ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے۔ وہ میرے ذریعے کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تیری دوزخ کی آگ سے۔ خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری دوزخ کی آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ اگر میری دوزخ کی آگ دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اور تجھ سے بخشش بھی مانگتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے کہ میں نے اُن کو بخش دیا۔ اور وہ چیز بھی دی جو انہوں نے مانگی یعنی جنت اور اس چیز سے پناہ بھی دی جس چیز سے اُنہوں نے پناہ مانگی یعنی دوزخ سے فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار ان میں فلاں بندہ بھی تھا۔ جو بڑا گنہگار بھی ہے۔ اور وہ کہیں جارہا تھا۔ کہ راستہ میں ان لوگوں کے پاس بیٹھ گیا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ اس کو بھی میں نے بخش دیا۔ وہ ایک ایسی جماعت ہے جس کے پاس بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔

آپ نے سن لیا ہے۔ کہ ذکر الٰہی کا کیا درجہ ہے اور ذاکرین کو اللہ تعالےٰ کیا خوشخبری دیتے ہیں۔ اور جنت کا وارث بنا دیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی اس خوشخبری اور بخشش کے وعدہ کے باوجود کئی بدنصیب ایسے ہیں۔ جن کو ایسی مجالس میں آنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے برعکس سینماؤں اور کلبوں میں جاتے ہیں۔ جہاں شراب پیتے ہیں اور دوسرے گناہ کے فعل انجام دیتے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ جو بزعم خود تہذیب و ثقافت کے علمبردار کہلاتے ہیں حالانکہ ہماری تہذیب و ثقافت کو ان بدکرداریوں سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ خدا ان لوگوں کو ہدایت بخشے۔ اور یہ راہ راست پر آجائیں۔

اولاد کے معاملہ میں بالکل غافل ہیں۔ بچوں کو دنیوی تعلیم دلانے میں گمن ہیں۔ ہائے نوکری۔ ہائے نوکری کی رٹ لگائی جارہی ہے۔ حالانکہ قیامت کے دن یہی بے دین اولاد اپنے ماں باپ کے لئے مصیبت کا باعث بن جائیں گی۔

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۹ پارہ ۲۲)

ترجمہ: اے اللہ ہمارے ماں باپ کو دگنا عذاب دینا۔ انہوں نے ہم کو تیرا راستہ نہیں دکھایا تھا۔

میں اس بات کا مخالف نہیں ہوں۔ کہ اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم نہ دلاؤ یا وہ دنیا میں کما کر نہ کھائیں۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ اُن کو دینی تعلیم غافل نہ رکھا جائے بلکہ دینی تعلیم کو دنیوی تعلیم پر فوقیت حاصل ہونی چاہئے۔ م م

۴۴ الحمد للہ میں اس قابل تھا۔ کہ آپ کی خدمت میں آگیا ہوں۔ ورنہ میں نے تو فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ آئندہ مجلس ذکر منعقد نہیں ہوگی۔ لیکن علماء نے مجبور کردیا۔ سو خدا کا شکر ہے۔ کہ یہ مجلس قائم رہی ہے۔ میں در اصل یہ چاہتا نہیں تھا۔ کہ یہ مبارک مجلس بند کردی جائے۔ لیکن یہ میری صحت کا تقاضا تھا۔ اب ۷۰ سال کا بوڑھا ہوں۔ چار ماہ سے صبح کا کھانا بھی چھوٹ گیا ہے۔ معمولی ناشتہ پر گزارہ ہوتا ہے۔ ہم نے جوانی میں بھی دال پی پی کر تعلیم دین الٰہی حاصل کیا ہے۔ جوانی کا کمایا ہوا بڑھاپے میں کام دیتا ہے۔ میری یہ خواہش ہے۔ کہ یہ مجلس جاری رہے۔ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اگر میں معذوری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکوں گا۔ تو میرے دونوں لڑکوں میں سے کوئی یا دیگر کوئی دوست ذکر کرا دیا کریگا خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا آپ کو یہاں آنے کی توفیق دے۔ اور استقامت دے۔ بزرگوں کا کہنا

اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَةَ وَلَا تَطْلُبُوا الْكَرَامَةَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَةَ فَوْقَ الْكَرَامَةِ

ترجمہ:۔ استقامت کرامت پر فوقیت رکھتی ہے آپ بھی دعا کریں۔ میں آپ کی برکت سے بخشا جاؤں اور ہم جس طرح یہاں اکٹھے ہیں۔ قیامت کے دن بھی اکٹھے رہیں۔

---

# اطاعتِ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

## محمد شفیع عمرالدین سانگھڑ

(۱)

مپندار سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز بپئے مصطفیٰ

### ۱۔ ایمانداروں پر آپ کی اطاعت فرض ہے

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ الانفال آیت

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر ایمان دار ہو۔

اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول میں سب احکام آگئے۔ مومن پر فرض ہے۔ کہ سب حقوق اللہ اور حقوق العباد سنت کے مطابق بجا لائے آپ کا ہر قول اور فعل، ہر امر اور نہی مسلمان کے لئے واجب العمل ہے

**حدیث:** عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ وَمَنْ يَّاْبٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”میری کل امّت جنت میں جائے گی۔ سوائے اس کے جس نے انکار کیا“۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ انکار کرنے والا کون ہے۔ (جو جنت میں نہ جائے گا) فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا، اور جس نے میری اطاعت نہ کی وہ انکار کرنے والا ہے“۔

### ۲۔ آپ کے ہر امر اور نہی کو اپنا دستور العمل بناؤ!

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج (الحشر آیت ۷)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو۔ اور جس سے منع کرے۔ اس سے باز رہو۔

### (۳) مومن وہ ہے۔ جو آپ کے حکم کو بسروچشم قبول کرے

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (النور آیت ۵۱-۵۲)

ترجمہ: مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے۔ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح فرماتے ہیں:۔ ”یعنی سچے مسلمان کا کام یہ ہے اور یہ ہونا چاہیے۔ کہ جب کسی معاملہ میں ان کو خدا و رسول کی طرف بلایا جائے۔ خواہ اس میں بظاہر ان کا نفع ہو یا نقصان“ ایک منٹ کا توقف نہ کریں فی الفور ”سَمْعًا وَّطَاعَةً“ کہہ کر

حکم ماننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اسی میں ان کی بھلائی اور حقیقی فلاح کا راز مضمر ہے۔

## ۴۔ دنیا و آخرت کی کامیابی آپؐ کی پیروی سے حاصل ہو سکتی ہے!

۱۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝
(النور آیت ۵۲ - ع ۶ - پ ۱۸)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے پس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

"یعنی جو فی الحال فرمانبردار ہو:۔ گذشتہ تقصیرات پر نادم ہو کر اور خدا سے ڈر کر توبہ کرے۔ اور آیندہ برے راستہ سے بچ کر چلے۔ اسی کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی ہے"

(حضرت مولانا عثمانی رح)

۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب آیت ۷۱ - ع ۹ - پ ۲۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔ تاکہ تمہارے اعمال درست کرے۔ اور تمہارے گناہ معاف کردے۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا۔ سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

"یعنی اللہ سے ڈر کر سیدھی بات کہنے والے کو بہترین اور مقبول اعمال کی توفیق ملتی ہے اور تقصیرات معاف کی جاتی ہیں۔ حقیقت میں اللہ اور رسول کی اطاعت ہی میں حقیقی کامیابی کا راز چھپا ہوا ہے۔ جس نے یہ راستہ اختیار کیا۔ مراد کو پہنچ گیا (حضرت مولانا عثمانی رح)

۳۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف آیت ۱۵۷ ع ۱۹)

ترجمہ: وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ جو نبی امّی ہے، جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ اور برے کام سے روکتا ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے۔ اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے۔ جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی حمایت کی۔ اور اسے مدد دی اور اس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے نور کے تابع ہوئے۔ جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح:

۱۔ "امّی" یا تو اُمّ (یعنی والدہ) کی طرف منسوب ہے۔ جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر کسی مخلوق کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ اس پر کمال یہ ہے۔ کہ جن علوم و معارف اور حقائق و اسرار کا آپؐ نے اضافہ فرمایا۔ کسی مخلوق کا حوصلہ نہیں۔ کہ اس کا عشرِ عشیر پیش کر سکے۔ پس نبی اُمّی کا لقب اس حیثیت سے آپؐ کے لئے مایۂ صد افتخار ہے۔ اور یا امی کی نسبت "اُمّ القریٰ" ہو جو مکہ معظمہ کا لقب ہے۔ جو آپؐ کا مولد شریف تھا۔

۲۔ یعنی آپؐ کی تشریف آوری کی بشارت نعوت و صفات کتب سماویہ سابقہ میں مذکور ہیں۔ حتیٰ کہ اس وقت سے لے کر آج تک ساڑھے تیرہ سو برس کی کانٹ چھانٹ کے بعد بھی موجودہ بائبل میں بہت سی بشارات و اشارات پائے جاتے ہیں، جن کو ہر زمانہ کے علماء بحوالہ کتب دکھاتے چلے آئے ہیں۔ واللہ الحمد علیٰ ذالک۔

۳۔ یعنی یہود پر جو سخت احکام تھے اور کھانے کی چیزوں میں ان کی شرارتوں کی وجہ سے تنگی تھی فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ (نساء رکوع ۲۲)

اس دین میں وہ سب چیزیں آسان ہوئیں۔ اور جو ناپاک چیزیں مثلاً لحم خنزیر یا گندی باتیں مثلاً سود خوری وغیرہ انہوں نے حلال کر رکھی تھیں۔ ان کی حرمت اس پیغمبرؐ نے ظاہر فرمائی۔ غرض اس سے بہت بوجھ ہلکے کر دیئے اور بہت سی قیدیں اٹھا دی گئیں۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا بعثت بالحنفیۃ السمحۃ۔

۴۔ نور سے مراد وحی ہے متلو ہو یا غیر متلو یعنی قرآن و سنت

حاصل یہ نکلا اہل کتاب کے لئے کامیابی اور نجات کی راہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ہے۔

یہ نور (قرآن و سنت اور شریعت) سب اقوام عالم اور سب انسانوں کے لئے ہے۔ اس نور کی تابعداری بغیر کامیابی اور فلاح حاصل نہیں ہو سکتی

## ۵۔ سب انسانوں کو راہِ راست کی طرف ہدایت آپؐ کے اتباع ہی سے مل سکتی ہے!

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ࣙالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝
(الاعراف آیت ۱۵۸ - ع ۶ - ۲۰)

ترجمہ: کہہ دو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اس کی سب کلاموں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو۔ تاکہ تم راہ پاؤ۔

## ۶۔ آپؐ کی اطاعت کی برکت سے گناہ بخشے جائیں گے اور اللہ کے پیارے بن جاؤ گے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران آیت نمبر ۳۱ - ع ۴)

ترجمہ: کہہ دو۔ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

"دشمنان خدا کی موالات و محبت سے منع کرنے کے بعد خدا سے محبت کرنے کا

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

## ایک شاہزادے کی عبرت انگیز اور دلدوز کہانی

# بادشاہ کا

خلفاء عباسیہ میں سے ہارون رشید بہت زاہد و پارسا بادشاہ گذرے ہیں۔ ان کے ہاں علماء کا بہت اعزاز کیا جاتا تھا وہ خود روزانہ سو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔ آخر وقت تک ان کا یہی معمول رہا علماء کو بلوا کر ان سے پند و نصائح سنا کرتے تھے۔ اور کثرت سے روتے تھے۔

ہارون رشید کا ایک صاحب زادہ تھا۔ جو کہ ان کے بادشاہ بننے سے پہلے کا تھا، بادشاہ نے اس کی بڑی اچھی تربیت کی تھی۔ قرآن پاک اور علوم اسلامی پڑھائے۔ یہ لڑکا ابھی سولہ برس کا ہی تھا کہ زہاد و عباد کی مجالس میں رہا کرتا تھا۔ اور قبرستان میں جا کر بہ مطابق فرمان نبوی عبرت حاصل کرتا۔ وہاں جا کر بعض اوقات مردوں سے یوں خطاب کرتا۔ کہ تم لوگ ہم سے پہلے اس دنیا کے مالک تھے۔ لیکن اس دنیا نے تم سے وفا نہ کی۔ اور تم کو نجات نہ دی یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔ کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی۔ کہ تم پر کیا گزر رہی ہے۔ اور تم سے کیا سوال و جواب ہوئے۔

تُرَوِّعُنِی الْجَنَائِزُ کُلَّ یَوْمٍ
وَیُحْزِنُنِی بُکَاءُ النَّائِحَاتِ

مجھے جنازے ہر روز ڈراتے ہیں اور مُردوں پر رونے پیٹنے والی عورتوں کی آوازیں مجھے غم میں ڈالتی ہیں۔ یہ لڑکا اسی طرح فقیرانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے باپ کی مجلس میں آیا۔ امراء و وزراء سب جمع تھے۔ اس کے بدن پر ایک معمولی سا کپڑا اور سر پر معمولی لنگی تھی، اراکین سلطنت آپس میں کہنے لگے۔ کہ اس پاگل لڑکے نے امیر المومنین کو بھی دوسرے بادشاہوں کی نظروں میں ذلیل کر رکھا ہے۔ اگر امیر المومنین اسے تنبیہ کریں، تو شاید اس کے حالات سدھر جائیں۔

ہارون رشید نے یہ بات سن کر کہا۔ بیٹا تو نے تو مجھے لوگوں کی نظروں میں ذلیل کر رکھا ہے۔ اس نے یہ بات سن کر باپ کو ادب کی وجہ سے جواب نہ دیا۔ البتہ ایک پرندہ وہاں بیٹھا تھا۔ اس کو کہا۔ کہ اے پرندے تجھے خالق کائنات کا واسطہ دے کر یہ بات کہتا ہوں، کہ تو میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جا۔ پرندہ اڑ کر اس کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔ پھر کہا۔ کہ اپنی جگہ پر ہی واپس چلا جا وہ ہاتھ سے اڑ کر اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس لڑکے نے کہا۔ کہ امیر المومنین در حقیقت آپ دنیا سے محبت کرتے ہیں (حالانکہ باطنی اور حقیقی بادشاہی یہی ہے۔ کہ انسان اللہ کا بن جائے۔ تو چرند و پرند ہر چیز اس کے تابع ہو جاتی ہے) اس کے بعد صاحبزادہ نے عرض کی۔ کہ آپ کا شاہی ماحول میرے موافق نہیں ہے۔ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ تا کہ خالص دینی ماحول میں رہ کر اللہ رب العزت کی عبادت کرتا رہوں۔ تا آں کہ اس حقیر دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔

یہ کہہ کر صاحب زادہ نے سلام کیا اور رخصت لے کر بغداد سے بصرہ چلے آئے۔

شاہ زادہ جب گھر سے روانہ ہوا تو ایک قرآن شریف صرف اپنے ساتھ لیا۔ ماں نے چلتے وقت ایک انگوٹھی بھی ہمراہ کر دی۔ تا کہ ضرورت کے وقت کام آئے۔ بصرہ پہنچ کر شاہزادہ نے اپنے کو مزدوروں میں شامل کر لیا مگر ان کی عجیب کیفیت تھی۔ دوسرے مزدور تمام ہفتہ کام کرتے تھے۔ لیکن یہ ہفتہ میں صرف ایک دن شنبہ کے روز مزدوری کرتے۔ اور ۱½ درم مزدوری لیتے۔ اور آٹھ دن انہی پیسوں کو خرچ کرتے، آٹھویں دن پھر شنبہ کو مزدوری کر لیتے۔ ۱½ درم مزدوری لیتے۔ جو کہ ۷ دانق ہوتے ہیں۔ سات دن تک ہر روز ایک دانق خرچ کرتے۔ ابو عامر مصری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ایک جلیل القدر بزرگ ہیں فرماتے ہیں۔ کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی۔ اس کو بنوانے کے لئے مجھے ایک معمار کی ضرورت تھی۔ جو کہ گارے مٹی کا کام کر سکے۔

ابو عامر رح کہتے ہیں۔ کہ میں مزدوروں کی منڈی میں گیا۔ تا کہ کسی مزدور سے یہ کام کراؤں۔ وہاں جا کر میں نے دیکھا۔ ایک نو عمر لڑکا بیٹھا ہے۔ مزدوروں والی ٹوکری پاس رکھی ہے۔ اور قرآن پاک پڑھ رہا ہے۔

ابو عامر: کیوں بھائی لڑکے مزدوری کرو گے؟

لڑکا کیوں نہیں حضور۔ مزدوری کے لئے تو پیدا ہی ہوئے ہیں۔ آپ فرمائیں کیا خدمت لینی ہے؟

ابو عامر: یہی گارے مٹی کا کام (دیوار تعمیر کرنی ہے)

لڑکا: ایک درم اور ایک دانق مزدوری لوں گا اور نماز کے وقت کام نہیں کروں گا، کیونکہ مجھے نماز کے لئے مسجد میں جانا ہوگا؟

ابو عامر: فرماتے ہیں میں نے اس کی دونوں شرطیں منظور کر لیں۔ اور اس کو لا کر کام پر لگا دیا۔ مغرب کے وقت جب میں نے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس نے دس آدمیوں کے برابر کام کیا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور ساتھ ہی ساتھ تعجب بھی ہوا۔ اس بنا پر میں نے بجائے اسے ۱½ درم کے پورے دو درم دینا چاہا۔ مگر اس لڑکے نے زائد لینے سے انکار کر دیا۔ وہی ایک درم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔ دوسرے دن میں پھر اس کی تلاش میں نکلا وہ مجھے کہیں نہ ملا۔ منڈی کے مزدوروں سے پتہ چلا کہ یہ شخص صرف شنبہ کے دن ہی مزدوری کرتا ہے۔ اس سے پہلے وہ تمہیں کہیں نہ ملے گا۔

ابو عامر کہتے ہیں۔ کہ مجھے اس کے کام کو دیکھ کر ایسی رغبت ہوئی۔ کہ میں نے آٹھ دن اپنی تعمیر بند کر دی۔ اور شنبہ کے دن اس کی تلاش میں نکلا۔ وہ اسی منڈی میں اسی طرح بیٹھا قرآن پاک پڑھ رہا تھا، میں نے سلام کیا۔ اور مزدوری کا پوچھا۔ اس نے پھر وہی پہلی شرطیں بیان کیں۔ میں

# ...ور بیٹا

نے منظور کر دیں اور وہ میرے ہاں آ کر کام میں لگ گیا۔ مجھے گذشتہ شنبہ سے حیرت تھی۔ کہ اس نے ایک دن میں اکیلے دس آدمیوں کا کام کیسے کر دیا۔ اس راز کو معلوم کرنے کے لئے میں نے پوشیدہ طور پر اس کو دیکھا تو اللہ تعالےٰ کی قدرت کا عجیب نمونہ نظر آیا۔ کہ وہ گارا لا کر دیوار پر ڈالتا ہے۔ اور پتھر اینٹیں خود بخود اپنے آپ ہی اٹھ کر ایک دوسرے سے جڑتی چلی جاتی ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ ضرور کوئی اللہ کا ولی ہے۔ اللہ کے اولیا کے کاموں میں غیب سے مدد ہوتی ہے ؛

ورق

ابو عامر فرماتے ہیں کہ شام کو میں نے اس کو تین درم پیش کرنا چاہے۔ مگر اس نے انکار کر دیا اور ایک درم اور ایک دانق لے کر چلا گیا۔ میں نے ایک ہفتہ اور اس کا انتظار کیا۔ تیسرے شنبہ کو پھر اس کی تلاش میں روانہ ہوا ؛

منڈی میں جا کر دیکھا۔ تو وہ نہ ملا۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ بیچارہ بیمار ہے۔ اور تین دن سے سخت تکلیف میں ہے۔ میں نے اس شخص کو جو اس کا پڑوسی تھا۔ اور اس کے حال سے واقف تھا، کہا۔ کہ بھئی مجھے اس کے پاس لے چلو۔ جب میں اس کے خلوت خانے میں گیا۔ دیکھا۔ کہ وہ بے ہوش پڑا ہے اور ایک نصف اینٹ کا ٹکڑا اپنے سر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا۔ اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا۔ اس نے آنکھ کھولی اور مجھے پہچان لیا۔ میں نے جلدی سے اس کا سر اینٹ سے ہٹا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ مگر اس نے سر ہٹا لیا۔ یہ وقت اس لڑکے کی موت کا وقت تھا۔ اس کے بعد اس نے یہ شعر پڑھے ؛

يَا صَاحِبِي لَا تَغْتَرِرْ بِنِعْمَتِهِمْ!
اے میرے دوست دنیا کی نعمتوں پر مغرور نہ ہو!
فَالْعُمْرُ يَنْفَدُ وَالنَّعِيْمُ يَزُوْلُ
پس یہ نعمتیں زائل ہو جائیں گے اور عمر ختم ہو جائیگی
وَإِذَا حَمَلْتَ عَلَى الْقُبُوْرِ جَنَازَةً
اور جب تو کسی جنازہ کو اٹھا کر قبرستان میں لے جائے
فَاعْلَمْ بِأَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُوْلُ
تو یہ یقین کر لے کہ اس کے بعد اسی طرح تو بھی اٹھایا جائیگا۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ ابو عامر جب میری روح میرے بدن سے جدا ہو جائے تو مجھے نہلا کر اسی کپڑے میں کفن دینا

ابو عامر! اے اللہ کے ولی! اس میں کیا ہرج ہے کہ میں تیرے کفن کے لئے کپڑے لے آؤں۔

لڑکا: نئے کپڑوں کے لئے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں۔ یہ لڑکا چونکہ عالم تھا۔ اس لیے اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب نقل کر دیا۔ تاریخ میں یہ واقعہ محفوظ ہے۔ کہ جب حضرت ابوبکر رضؓ کا وصال ہونے لگا۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ بیٹی عائشہ جب میرا انتقال ہو جائے۔ میری یہ چادریں جو میں نے استعمال کی ہوئی ہیں۔ انہیں میں کفن دینا بیٹی ان میں زعفران کا ایک جگہ داغ ہے۔ اس کو دھو دینا۔ بیٹی نے عرض کیا۔ کہ ابا جان نئے کفن میں کیا ہرج ہے فرمایا۔ کہ نئے کپڑے کے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں۔ اسی طرح اس لڑکے نے بھی وصیت کی اور کہا۔ کہ ابو عامر کفن تو پرانا ہو یا نیا بوسیدہ ہو جائے گا۔ آدمی کے ساتھ اس کا عمل ہی جائے گا۔ اور کہا کہ میرا یہ لوٹا اور لنگی قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دے دینا! ابو عامر میری ایک وصیت اور بھی ہے۔ یہ انگوٹھی اور قرآن شریف کسی طرح ہارون رشید بادشاہ تک پہنچا دینا۔ اور اس کا خیال رکھنا۔ کہ خود انہیں کے ہاتھ میں دے دینا۔ اور کہہ دینا کہ ایک پردیسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور میرا یہ پیغام ان کو ضرور دے دینا۔ کہ اے امیر المومنین دنیا فانی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ غفلت اور دھوکہ کی حالت میں آپ کی موت آ جائے یہ کہہ کر اس کی روح اعلیٰ علیین کو پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ؛

ابو عامر کہتے ہیں۔ کہ مجھے اب معلوم ہوا۔ کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا۔ اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو دفن کر دیا اور اس کی وصیت کے مطابق اس کی لنگی اور لوٹا گورکن کو دے دیا۔ قرآن پاک اور انگوٹھی لے کر دار الخلافہ بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ قصر شاہی کے قریب پہنچا۔ کہ بادشاہ کی سواری نکل رہی تھی۔ میں ایک اونچی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ سب سے پہلے ایک بڑا لشکر نکلا۔ جس میں تقریباً ایک ہزار گھوڑے سوار تھے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے دس لشکر نکلے۔ ہر ایک میں تقریباً ایک ہزار سوار تھے۔ دسویں جتھے میں خود امیر المومنین تھے، میں نے خوب زور سے آواز دے کر کہا۔ کہ اے امیر المومنین آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت داری کا واسطہ ذرا سا توقف کیجئے۔ اس بلند آواز پر امیر المومنین ہارون رشید نے میری طرف توجہ فرمائی۔ تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا۔ کہ میرے پاس ایک پردیسی لڑکے کی یہ امانت ہے۔ جس نے مجھے یہ وصیت کی تھی۔ کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہنچا دوں۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر پہچان لیا۔ تھوڑی دیر سر جھکایا۔ اس وقت بادشاہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ایک دربان سے کہا، کہ اس مسافر کو اپنے ساتھ رکھو۔ جب میں واپسی پر بلاؤں تو اس مہمان کو میرے پاس لانا۔ جب امیر المومنین سفر سے واپس مکان پر تشریف لائے۔ تو دربان کو حکم دیا۔ کہ اس مسافر کو جو میرے بیٹے کی وصیت لے کر آیا تھا۔ حاضر کرو۔ اگرچہ اس کے آنے سے میرا غم تازہ ہی ہوگا۔ دربان میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ امیر المومنین نے تمہیں یاد فرمایا ہے۔ مگر دیکھنا اس بات کا خیال رکھنا۔ کہ امیر پر صدمہ کا بہت اثر ہے۔ اگر تم کو دس باتیں کرنا ہوں۔ تو پانچ پر ہی اکتفا کرنا یہ کہہ کر

(باقی صفحہ ۱۲)

وہ مجھے امیر المومنین کے پاس لے گئے۔ اس وقت امیر تنہائی میں ہی بیٹھے تھے۔ مجھ سے فرمایا۔ میرے قریب آ جاؤ۔ میں قریب بیٹھ گیا۔

ہارون رشید! کیا تم اس میرے بیٹے کو جانتے ہو۔ ابو عامر! جی ہاں جانتا ہوں۔

ہارون رشید۔ وہ کیا کام کرتا تھا؟

ابوعامر! گارے مٹی کی مزدوری کرتے تھے۔

ہارون رشید! تم نے بھی اس سے مزدوری پر کوئی کام کرایا تھا۔

ابو عامر! میں نے اس سے ایک دیوار دو دن مرمت کرائی تھی۔ تیسری مرتبہ جب میں نے ان سے مزدوری کرانے کا ارادہ کیا۔ تو وہ بیمار تھے، اور اسی بیماری پر ان کی وفات واقع ہوئی۔

ہارون رشید! اے بندۂ خدا! تم کو اس کا خیال نہ ہوا۔ کہ اس لڑکے کی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت ہے (ہارون رشید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی کی اولاد میں سے تھے)۔

ابو عامر! امیر المومنین پہلے اللہ رب العزت سے معذرت چاہتا ہوں اس کے بعد آپ سے عذر خواہ ہوں۔ مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا۔ کہ یہ کون ہیں۔ مجھے تو ان کے انتقال کے وقت معلوم ہوا۔ کہ یہ آپ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

ہارون رشید! تم نے اپنے ہاتھ سے اس کو غسل دیا ہو؟

ابو عامر! جی ہاں۔

ہارون رشید نے ابو عامر کا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا اور چند اشعار پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:-

"کہ ہائے وہ مسافر! جس پر میرا دل پگھل رہا ہے! اور میری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔ ہائے وہ شخص جس کا مکان (قبر) تو مجھ سے دور ہے۔ لیکن اس کا غم میرے پاس ہے۔ بیشک موت اچھے سے اچھے عیش کو مکدر کر دیتی ہے۔ وہ مسافر! جس کا چہرہ چاند کا سا تھا۔ اور جس کا قد مثل چاندی کی شاخ کے تھا وہ چاند کا ٹکڑہ بھی قبر میں چلا گیا۔ اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں جا رہی۔

اس کے بعد ہارون رشید رح بصرہ تشریف لے گئے۔ ابو عامر رح بھی ساتھ تھے۔ اپنے صاحبزادہ کی قبر پر پہنچ کر چند اشعار پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ہائے وہ مسافر جو اپنے سفر سے کبھی نہ لوٹے گا موت نے کم عمری میں ہی اس کو اچک لیا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تو میرے لئے انس اور چین تھا۔ تو نے موت کا وہ پیالہ پیا ہے۔ جس کو عنقریب تیرا بوڑھا باپ بھی پینے والا ہے۔ بلکہ دنیا کے ہر انسان نے پینا ہے۔ چاہے وہ محلات کا رہنے والا ہو۔ یا دیہات کے جھونپڑوں کا۔ پس سب تعریفیں اس وحدہ لا شریک لہ کے لئے ہیں۔ جس کی تقدیر کے یہ سب کرشمے ہیں۔

ابو عامر فرماتے ہیں۔ کہ اس دن کے بعد جو رات آئی، اپنے وظائف پورے کر کے لیٹا ہی تھا۔ کہ میں نے ایک نورانی گنبد اور ایک نورانی مکان دیکھا۔ جس پر کہ وہ گنبد بنا ہوا تھا، اور اس مکان پر ابر کی طرح نور ہی نور پھیل رہا تھا۔ اس نور کے ابر میں اس لڑکے نے مجھے آواز دی، اور کہا۔ ابو عامر! تجھے حق تعالیٰ جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ تم نے میری تجہیز و تکفین کی اور میری وصیت پوری کی۔ میں نے اس سے پوچھا۔ میرے پیارے تیرا کیا حال ہے۔

کہنے لگا۔ کہ میں ایسے مولےٰ کے پاس پہنچا ہوں۔ جو بہت ہی کریم ہیں۔ اور مجھ سے بہت راضی ہیں۔ مجھے اس مالک نے وہ چیزیں عنایت فرمائی ہیں جو کہ نہ کبھی کسی کی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں۔ اور نہ ہی کسی آدمی کے دل پر ان کا خیال گذرا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

. . . . . . . . . .

**مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم**

پر سیر حاصل تبصرہ

از حضرت العلامہ قاری محمد طیب مدظلہ العالی

خدام الدین کے عید نمبر مطبوعہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۱ء میں ملاحظہ فرماویں۔ ۲۷ نئے پیسے کے ٹکٹ بھیج کر پرچہ منگوا سکتے ہیں۔

**مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور**

# اطاعت رسول

(بقیہ صفحہ ۹ پر)

معیار بتلاتے ہیں۔ یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعوےٰ یا خیال ہو، تو لازم ہے۔ کہ اس کو اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی پر کس لے۔ سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔ جو شخص جس قدر حبیب خدا محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی راہ چلتا اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعل راہ بناتا ہے۔ اسی قدر سمجھنا چاہیئے۔ کہ خدا کی محبت کے دعوےٰ میں سچا اور کھرا ہے۔ اور جتنا اس دعوےٰ میں سچا ہوگا، اتنا ہی حضورؐ کی پیروی میں مضبوط و مستعد پایا جائے گا۔ جس کا پھل یہ ملے گا۔ کہ حق تعالےٰ اس سے محبت کرنے لگے گا۔ اور اللہ کی محبت اور حضورؐ کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی۔ گویا توحید وغیرہ کے بیان سے فارغ ہو کر یہاں نبوت کا بیان شروع کیا گیا۔ اور پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اطاعت کی دعوت دی گئی۔

(حضرت مولانا عثمانی رح)

## ۷۔ آپ کی اطاعت کی بدولت بہترین حضرات کی رفاقت عطا ہوگی!

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء آیت ۶۹-۶-۹)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا فرماں بردار ہو۔ تو وہ ان کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا۔ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں۔ یہ رفیق کیسے اچھے ہیں۔

سبحان اللہ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا ہی بڑا انعام ہے۔ جو آپ کی پیروی کی بدولت عطا ہوگا۔ ہر مسلمان کو آپ کی پیروی میں کوشاں رہ کر اس نعمت کو حاصل کرنا چاہیئے۔

## ۸۔ آپ کی پیروی موجب رحمت الٰہی ہے

۱۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

آل عمران آیت ۱۳۲-۶-۱۴

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کی

تابعداری کرو۔ تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔
"رسول کا حکم ماننا فی الحقیقت خدا ہی کا حکم ماننا ہے۔ کیونکہ اس نے حکم دیا۔ کہ ہمارے پیغمبرؐ کا حکم مانیں۔ اور ان کی پوری اطاعت کریں۔ جن احمقوں کو اطاعت اور عبادت میں فرق نظر نہ آیا۔ وہ اطاعت رسولؐ کو شرک کہنے لگے۔
چونکہ جنگ احد میں رسولؐ کی خلاف ورزی ہوئی تھی (جیسا کہ آگے آتا ہے) اس لئے آئندہ کے لئے ہشیار کیا جاتا ہے۔ کہ خدا کی رحمت اور فلاح اور کامیابی کی امید اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر چلو
(حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

حاصل کلام یہ نکلا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ہمارے لئے واجب العمل ہے۔ اس میں کسی چوں و چرا کی گنجائش ہرگز نہیں۔ اللہ تعالے کی رحمت کے امیدواروں کو اپنی زندگیاں اُسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھالنی عین فرض ہیں۔ آپؐ کے ہر امر پر عمل پیرا ہونا اور ہر نہی سے رک جانا مومن کی شان ہے

---

۲- وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

(النور۔ آیت ۵۶-۶-۷)

ترجمہ: اور نماز پڑھا کرو۔ اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

"احکام بدنیہ (صلوٰۃ) اور مالیہ (زکوٰۃ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اطاعت کرو۔ تاکہ تم پر اللہ تعالے کی رحمت نازل ہو۔
حضرت شیخ التفسیر مولینا احمد علی مدظلہ"

تارک صلوٰۃ و زکوٰۃ اس حکم پر غور کریں۔ بالفاظ دیگر اگر ہم نماز نہ پڑھیں یا زکوٰۃ نہ دیں اور دیگر امور میں اطاعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر امر میں ملحوظ نہ رکھیں۔ تو اللہ کی رحمت سے دور رہیں گے۔ اب جو شخص اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا۔ اس جیسا بد نصیب اور کون ہوگا؟
فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ ۝

(الحشر آیت ۲)

ترجمہ: پس اے آنکھوں والو۔ عبرت حاصل کرو

۳- وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۝ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ

(التوبہ آیت ۷۱ - ۶ - ۹)

ترجمہ: ایمان والے مرد، اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیکی کا حکم کرتے ہیں۔ اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

حاصل یہ نکلا۔ کہ جن پر اللہ رحم کرے گا۔ ان کے اوصاف یہ ہیں:-
۱- وہ دینی امور میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔
۲- نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں
۳- بری باتوں سے منع کرتے ہیں
۴- پنجگانہ نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں۔
۵- زکوٰۃ باقاعدہ دیتے ہیں۔
۶- اللہ تعالے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر امر میں فرماں برداری کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا اوصاف کو سامنے رکھ کر اب اپنا جائزہ لیجئے کہ کیا آپ رحمتِ الٰہی کے مستحق ہیں۔

۴- قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحجرات آیت ۱۴-۶-۲)

ترجمہ: بدولوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو، کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا، بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔!

"ایمان کامل تب ہوتا ہے۔ کہ اللہ کے ہر حکم کو دل سے مان لیا جائے۔ لہذا جو تعلیم دی جا رہی ہے۔ اسے قبول کرنے ہی سے ایمان کامل ہوگا
حضرت شیخ التفسیر
مولینا احمد علی صاحب مدظلہ"

---

## قرآن کو پڑھنے کا ثواب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰٓی اَهْلِهٖ اَنْ یَّجِدَ فِیْهِ ثَلٰثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلٰثُ اٰیَاتٍ یَّقْرَؤُ بِهِنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ:- حضرت ابوہریرۃؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کون تم میں سے اس بات کو پسند کرتا ہے۔ کہ وہ جب اپنے گھر میں واپس آئے۔ تو تین موٹی حاملہ اونٹنیوں کو اپنے گھر میں پائے۔ ہم نے عرض کیا ہم پسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص تم میں سے تین آیتیں قرآن کی نماز میں پڑھے۔ یہ آیتیں ان تین موٹی اور حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہوں گی۔

## کن دو آدمیوں پر حسد جائز ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ
مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ:- حضرت ابن عمر کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ حسد نہ کیا جائے۔ مگر دو شخصوں پر ایک تو اس پر جس کو خدا نے قرآن عطا فرمایا۔ یعنی جس کو قرآن یاد ہوگیا۔ پس وہ دن رات قرآن پڑھتا اور عبادت کرتا ہے۔ اور دوسرے اس پر جس کو خدا نے مال بخشا۔ اور وہ اس میں سے دن رات نیک کاموں پر خرچ کرتا ہے

---


## ضروری گزارش

قارئین کرام سے التماس ہے۔ کہ وہ ادارہ سے خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت اپنے خریداری کا نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

## خدام الدین

کی اشاعت میں حصہ لیکر اپنا تبلیغی فریضہ ادا کریں

جناب حاجی کمال الدین (لاہور)

# یہ چند روزہ زندگی

سورۃ عنکبوت کے ساتویں رکوع میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ یہ دنیاوی زندگی بجز لہو لعب کے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اصلی زندگی (جو حقیقت میں زندگی کہلانے کے لائق ہے) وہ آخرت ہی کی زندگی ہے۔ کاش یہ لوگ اس بات کو (اچھی طرح) جان لیتے (تو پھر آخرت کے لئے کیسی کوشش کرتے)

سورۂ روم کے پہلے رکوع میں آتا ہے کہ یہ لوگ دنیاوی زندگی کی صرف ظاہری حالت کو جانتے ہیں (اسی کی کوشش کرتے ہیں اسی پر جان دیتے ہیں) اور یہ لوگ آخرت سے بالکل غافل ہیں (نہ وہاں کے ثواب کی تمنا نہ وہاں کے عذاب کا خوف)

سورۂ لقمان کے چوتھے رکوع میں باری تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنی اولاد کی طرف سے کوئی مطالبہ پورا کرسکتا ہے اور نہ کوئی اولاد اپنے باپ کی طرف سے ہی کوئی چیز ادا کرسکتی ہے۔ بے شک اللہ کا ...... (جو آخرت کے متعلق ہے) سچا ہے پس تم کو دنیا کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے (کہ تم اس میں لگ کر آخرت کے دن کو بھول جاؤ)۔ اور نہ تم کو دھوکہ باز (شیطان) اللہ تعالےٰ سے دھوکہ میں ڈال دے (کہ تم اس کے بہکائے میں آکر اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بے فکر ہو جاؤ) اور یہ سمجھنے لگو کہ ہمیں عذاب نہ ہوگا۔

حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں۔ کہ تم کو شیطان اللہ تعالےٰ کے ساتھ دھوکہ میں نہ ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ تم گناہ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی آرزو کرتے رہو (درمنثور)

یعنی حق تعالےٰ شانہٗ سے مغفرت طلب کرنے کا منہ جب ہے۔ جب پختہ طور پر گناہوں سے توبہ کرو اور گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرو۔ پھر اللہ تعالےٰ سے گزشتہ گناہوں کی مغفرت چاہو اور یہ تو حماقت ہے کہ دن بھر گناہوں سے منہ کالا کرتے رہو اور زبان سے کہتے رہو کہ یا اللہ تو معاف کر

سورۂ احزاب کے چوتھے رکوع میں کیا ہی اچھا ارشاد آیا ہے۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اپنی بیبیوں سے (بھی دو ٹوک صاف صاف بات) کہدو کہ اگر تم کو دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہئے تو آؤ میں تم کو دنیاوی مال و متاع (مہر نفقہ وغیرہ) اور تم کو (اور خوش دلی کے ساتھ طلاق دے کر) رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ تعالےٰ کی رضا کو اور اس کے رسولؐ کے نکاح میں تنگی اور فقر و فاقہ کے ساتھ رہنے کو اور آخرت (کے عالی درجوں) کو چاہتی ہو تو (یہ دل نشین کرلو کہ) تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر و ثواب تیار کر رکھا ہے (جو جتنی زیادہ نیکی کرے گی اُتنا ہی زیادہ اجر و ثواب پاوے گی)

ایسے ہی سورۂ فاطر کے پہلے رکوع میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو (اچھی طرح سمجھ لو۔ خوب دل میں جما لو کہ) بے شک اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ دنیاوی زندگی تم کو دھوکہ میں ڈال دے اور ایسا نہ ہو کہ دھوکے باز (شیطان) تم کو اللہ تعالےٰ سے دھوکہ میں ڈال دے (کہ اس کے دھوکے میں آکر تم اللہ جل شانہٗ سے بے فکر ہو جاؤ)

حضرت سعید بن جبیرؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دنیا کا دھوکہ میں ڈالنا یہ ہے۔ کہ اس میں مشغول ہوکر آخرت کی تیاری سے غافل ہو جاؤ اور شیطان کا دھوکہ یہ ہے کہ گناہ کرتے رہو اور اللہ تعالےٰ سے مغفرت کی تمنا کرتے رہو (درمنثور)

سورۂ مؤمن کے پانچویں رکوع میں ہے (فرعون کے خاندان کے اس مؤمن شخص نے جس نے اپنے ایمان کو مخفی کر رکھا تھا۔ اپنی برادری کو نصیحت کرتے ہوئے کہا) اے قوم یہ دنیاوی زندگی محض چند روزہ ہے اور اصل ٹھیرنے کی جگہ تو آخرت ہی ہے۔

سورۂ شوریٰ کے تیسرے رکوع میں ارشاد ہے کہ جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو (یعنی جیسا کھیتی کے لئے بیج بویا جاتا ہے۔ پھر اس کو پانی وغیرہ دیا جاتا ہے تاکہ پھل پیدا ہو۔ اسی طرح وہ آخرت کی کھیتی کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے بیج ڈال کر اس کی پرورش کرتا ہے ایمان سے اور اعمال صالح سے) ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے۔ اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو (کہ ساری کوشش اسی زندگی پر خرچ کر دے) تو ہم اس کو دنیا میں سے کچھ دے دیں گے اور ایسے شخص کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔

اسی سورۂ شوریٰ کے چوتھے رکوع میں آتا ہے پس جو کچھ تم کو (اس دنیا میں) دیا گیا وہ محض چند روزہ زندگی کے برتنے کے لئے ہے۔ (بہت جلد فنا ہو جانے والا ہے اور آخرت میں) جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔ (۱) وہ ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔ اور جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں۔ اور جب ان کو غصہ آتا ہے۔ تو معاف کردیتے ہیں۔

(۲) اور (یہ وہ لوگ ہیں) جنہوں نے اپنے رب کا کہنا مانا۔ اور نماز کو قائم کیا اور ان کا (ہر مہتم بالشان) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے

(۳) اور (وہ لوگ ہیں کہ) ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے (خوب) خرچ کرتے ہیں۔

(۴) اور جو ایسے (منصف مزاج نہیں) کہ اگر ان پر ظلم ہو (اور ان کو بدلہ لینے کی ضرورت پڑے) تو تو برابر کا بدلہ لیتے ہیں (یہ نہیں کہ ایک کے بدلہ میں دو اور کسی کا بدلہ کسی سے لے لیں (علماء نے لکھا ہے کہ ان آیات میں بعض اہم امور اور خصوصی اوصاف کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے چاروں خلفائے راشدین کی طرف ترتیب خلافت سے نمبروار اشارہ ہے)

سورۂ زخرف کے تیسرے رکوع میں ارشاد ہے اور اپنے رب کی رحمت اس سے بدرجہا بہتر ہے جس (دنیا) کو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اس کے بعد دنیاوی زیب و زینت کی چند اشیاء ذکر کر کے بعد ارشاد ہے کہ یہ سب کا سب صرف دنیاوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے (وہ چار دن کی بہار ہے) اور آپ کے رب کے ہاں آخرت تو متقی لوگوں کے لئے ہے۔

سورۂ دہر کے دوسرے رکوع میں ارشاد ہے کہ یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اپنے آگے آنے والے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (یعنی قیامت کے دن کی نہ تو فکر کرتے ہیں۔ اور نہ اس کی کوئی تیاری ہے۔ دنیا کی محبت نے ایسا اندھا کر رکھا ہے کہ ذرا بھی تو اس انتہائی مصیبت کے دن کی پرواہ نہیں)

## ضرورت ہے

ایک تجربہ کار۔ پابند صوم وصلوٰۃ منشی کی فوری ضرورت ہے۔ جو آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب کتاب رکھنا جانتا ہو۔

خواہشمند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر صبح دس بجے آکر ملیں۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جاوے گی۔

منیجر ایم اے ایس اینڈ کمپنی
بادامی باغ لاہور

# انسان کب اِنسان بنتا ہے؟

از افادات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی دامت برکاتہم

اے انسان! ابتداء تیری یہ ہے۔ کہ ماں کے پیٹ میں ایک نطفہ تھا۔ نہ تجھ میں کوئی حس و حرکت تھی نہ شکل و صورت۔ خون کا ایک منجمد لوتھڑا تھا۔ خدا کی گل کاریوں اور قدرت کی صناعیوں سے نو ماہ اور چند دن میں تو ایک جیتی جاگتی اور ذی روح تصویر ہوگیا۔ جب دنیا میں تو نے قدم رکھا تو سرنگوں تھا۔ مادرزاد ننگا تھا۔ نہ تجھے کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کی خبر تھی۔ نجاست اور پاکیزگی میں امتیاز نہ تھا۔ نہ مراتبِ انسانیت کا لحاظ تھا۔ اس طرح سے تو نے رفتہ رفتہ ہوش سنبھالا۔ عقل کی روشنی میں دنیا کی سیر کی۔ خدائی خدام کی دستگیری و تربیت سے آخر تو جاہ و خدم۔ تزک و احتشام والا ہوا۔ اور انا خیر منہ کا مدعی بن گیا۔ خدائی خدام (والدین) کی دل آزاری کرنے لگا۔ انتہا تیری یہ ہے۔ کہ ایک دن مر کر بے جان ہو جائیگا انسانیت کی مشین چلتے چلتے رک جائے گی۔ روح جسم سے پرواز کر جائے گی۔ جیسا پہلے بےحس و حرکت تھا۔ ویسا ہی مر کر ہو جائے گا اور اپنے بے جان جسم سے تو سرتاپا خدا کی ہستی کا ایک کھلا ہوا ثبوت بن جائے گا۔

یا تو تیری حالت یہ تھی۔ کہ کوئی تجھے نظر بھر کر بھی دیکھ نہ سکتا تھا۔ جانور پر بھی نہیں مار سکتا تھا یا مرنے کے بعد تیری حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اگر روبرو گالیاں دے۔ تو کچھ کر نہیں سکتا تو دوں مٹی کے ڈھیر کے نیچے دبا دیجئے۔ تو فریاد نہیں کر سکتا۔ جسم کو جلا دیجئے تو اُف نہیں کر سکتا نازوں سے پلے ہوئے جسم کو اگر جانور تکا بوٹی کر دیں۔ تو ناک بھوں نہیں چڑھا سکتا۔ دس جوتے کوئی لگا دے تو چوں نہیں کر سکتا۔ کیا مرنے کے بعد انسان کے اعزہ و اقربا اس کی لاش کو جلد سے جلد گھر سے نکالنے کے متمنی نہیں ہوتے۔ کیا جس کو نفیس سے نفیس مکانوں میں رکھتے تھے۔ اس کو جنگل میں یکہ و تنہا چھوڑ کر چلے نہیں آتے۔

پس اے انسان! جب کہ تیری ابتدا وہ تھی اور انتہا یہ ہے اور عجز و بےکسی کا تو ایک مجسم پتلا ہے۔ تو کیا اس سرگزشت سے یہ باور نہیں ہو جاتا۔ کہ تو خود اپنا بنانے والا نہیں خالق کوئی اور ہے۔ تو خود اپنا مالک نہیں۔ بلکہ کوئی اور ہی تیرا مالک ہے۔ اگر تو اپنا بنانے والا خود ہوتا۔ تو شاید بجائے نطفہ کے عطر مقطر سے اپنے کو بناتا۔ اور بجائے ماں کے رحم کی تنگ و تاریک کوٹھڑی کے صناعانِ یورپ سے فیشن ایبل قیمتی دھاتوں کے سانچے اپنے لئے ڈھلواتا۔ ایک فٹ مربع میں تربیت پانے کے بجائے کسی وسیع پرفضا مقام کو اپنے لئے مخصوص کرتا غذا کے لئے غلیظ و ناپاک خون کے بجائے اعلیٰ قسم کے کیک۔ مکھن۔ بسکٹ اور طرح طرح کے الوان و نعمت اپنے لئے مہیا کرتا۔ پس جبکہ تو اپنا بنانے والا خود نہیں۔ تیرے اختیار میں کوئی چیز نہیں۔ تیرا پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ اور اس نے جس طرح چاہا اپنی قدرت سے تجھے بنایا۔ تو اب اس پر غور کر۔ کہ آخر دنیا میں ہزاروں اشیاء کے ہوتے ہوئے تیری کیا ضرورت تھی۔ تیرے پیدا کرنے سے تیرے مالک کا منشا کیا ہے۔ یہ زمین کس لئے دن رات۔ قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کی غذائیں ڈھال ڈھال کر پہنچا رہی ہے۔ یہ آسمان کس کے لئے سایہ کئے ہوئے ہے۔ خدا کس لئے رحمت کی تقسیم ہمیشہ کرتا رہتا ہے۔ یہ اندھیرا روشنی کے بعد کیوں آتا ہے اور روشنی اس میں سے چیر کر اپنے کو پھر کیوں ہویدا کر دیتی ہے۔ پھر ایسے مقررہ اصول پر کہ کچھ سے کچھ ہو جائے۔ مگر ان کے اوقات میں فرق نہیں ہوتا۔ دنیا ادھر سے اُدھر ہو جائے ان کے معینہ نظام میں ایک انچ کا بل نہیں آتا۔

اے انسان اگر تو نے تھوڑا سا بھی غور کیا ہے۔ تو تجھے معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ سب چیزیں تیرے وجود کے لئے معین و مددگار اور ذریعہ حیات ہیں۔ یہ سب چیزیں تیرے کار آمد ہیں۔ مگر تو ان میں سے کسی کے کام کا نہیں ہے۔ اگر ہوا ایک منٹ نہ چلے تو تو زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر دنیا میں قدرتی روشنی ہی کا دور دورہ نہ رہے۔ تو تو آرام نہیں پا سکتا۔ اگر آفتاب نہ نکلے۔ تو تو مارے خنکی کے جی نہیں سکتا۔ برخلاف اس کے ہزاروں انسان پیدا ہو کر فنا ہو گئے لیکن سورج میں اور چاند میں۔ ہوا میں اور پانی میں۔ دن میں اور رات میں۔ خشکی میں اور تری میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں آیا۔ پس جبکہ تو ان میں سے کسی کے بھی کام نہیں ہے۔ تو قدرت کی صناعیوں اور بالغ حکمتوں کو دیکھتے ہوئے لامحالہ یہی کہنا پڑتا ہے کہ تو خدا کے لئے پیدا ہوا ہے۔ دنیا تیرے لئے ہے اور تو خدا کے لئے۔ غرض جبکہ تو خود اپنے آپ کو بنانے والا بھی نہیں اور دنیا کی جملہ اشیاء کے لئے تو کار آمد بھی نہیں۔ بلکہ اپنے مالک و خالق کے لئے پیدا ہوا ہے۔ تو کیا تیرا فرض نہیں ہے۔ کہ تو اپنے بنانے والے کے سامنے شرم و حیا سے آنکھیں نیچی رکھے۔ اور اس کے جملہ احکام کی پابندی کرے۔ ہر نقل و حرکت۔ نشست و برخاست۔ وضع قطع میں اپنے کو پابند سمجھتے ہوئے وہی بات اختیار کرے جو تیرے مالک اور تیرے بنانے والے کو پسند آئے۔ اپنی مرضی کو اس کی مرضی کے تابع کر دے۔ اپنے اعمال کو اس کی خوشنودی کے لئے وقف کر دے۔ اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھے اور جھکے۔ اگر تو نے ایسا کیا ہے۔ تو بےشک تو فرمانبردار مسلمان۔ باحیا۔ شریف بھلا مانس نیک بخت انسان ہے اور دنیا میں تجھ سے اعلیٰ و اشرف کوئی چیز نہیں۔ لیکن اگر تو نے مطلق العنانی کی ہے۔ جس نے تجھے بنایا۔ تو نے اسی کو بھلایا ہے۔ جس کا کھایا ہے۔ اسی کو گھورا ہے۔ جس نے اپنی عظمت و جبروت کے لئے تجھے موجود کیا۔ تو نے اسی کی خدائی میں انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ کیا ہے۔ فرض منصبی کے پورا کرنے کے بجائے نافرمانی پر تل گیا ہے۔ جو کہا گیا ہے اسی کے خلاف عمل کیا گیا ہے۔ تو بلاشبہ تیرے لئے ان الفاظ کے خلاف جو لفظ بھی استعمال کئے جائیں بجا ہیں اور تجھے کافر نعمت اگر کہا جائے تو درست ہے اور ایسی حالت میں تو بے شعور حیوانات سے بھی بشہادت قرآن مجید بدتر ہے۔

## مسلمات انسانی سے استدلال

اے انسان کیا تیرے اندر روح اور جسم دو چیزیں نہیں؟ کیا روح کی خواہشات اور جسم کی خواہشات علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں؟ اگر خواہشات روحانی اور احساسات جسمانی جدا جُدا ہیں۔ تو کیا دونوں مساوی حیثیت رکھتے ہیں؟ یا ایک دوسرے پر ترجیح رکھتے ہیں؟

کون نہیں جانتا کہ روح انسان کا جزو اشرف و اعلیٰ ہے اور جسم انسان کا جزو ثانی اور سافل ہے۔ ایک تابع ہے۔ ایک متبوع ہے، ایک حاکم ہے۔ دوسرا محکوم ہے۔ لہٰذا اگر بہیمیت اور جسمانیت کا تقاضا ہے کہ لذیذ و نفیس غذائیں کھائے لباس فاخرہ پہنے اور لہو و لعب میں مصروف ہو تو روحانیت و ملکیت چاہتی ہے۔ کہ

ذکر الٰہی کا متقبل ہو اور عالم روحانیت کا دور دورہ رہے۔ عالم اسباب سے تعلق بھی ہو۔ تو کامل نہ ہو۔ بلکہ مسبب الاسباب پر نظر رہے تو کیا ہم کو خواہشات روحانی کو مقدم نہیں رکھنا چاہیئے۔ دانا انسان اُسے سمجھو جو بہیمی اور ملکی خواہشات کو خط اعتدال پر لے آئے۔ اور جب ملکیت و بہیمیت کی خواہشات میں تضاد واقع ہو۔ تو ملکی خواہشات کو مقدم رکھے۔ دنیا کی مستعار زندگی کو جو دو عدموں کے درمیان ایک نقطہ وجود کی طرح سے واقع ہوتی ہے۔ اگر کسی نے اس میں بہیمی خواہشات کا تو پورا خیال کیا لیکن ملکی خواہشات کو پسِ پشت ڈال دیا۔ تو سمجھ لو۔ کہ وہ بیمار ہے۔ اس کا تعلق خدا سے اطمینان بخش نہیں ہے۔ زندہ رہتے ہوئے وہ مُردہ ہے۔ کیونکہ ایک جزو (ملکیت) کو اس نے بیکار کر دیا ہے۔ اے انسان! جبکہ تو نے ملکی خواہشات کو پامال کر دیا۔ اس کی غذا کو حسب خواہش مہیا نہ کیا۔ تو کیا تری قدرتی ملکیت ضعیف ہوتے ہوتے مُردہ نہ ہو جائے گی۔ کیا تیرا علاقہ عالم ملکوت سے منقطع نہ ہو جائے گا اور چونکہ عالم ملکوت کا عالم اسباب سے بالیقین گہرا تعلق ہے۔ ایک دوسرے کا ربط وتعلق باہم بمنزلہ دماغ اور دیگر اعضاء کے ہے۔ تو کیا ایسی حالت میں تیرا تعلق عالم اسباب سے بھی درست رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ھو الخسران المبین۔ ایسے ہی موقع میں چسپاں ہوتا ہے خداوندِ عالم فرماتا ہے۔

ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہٖ ما تولی و نصلہ جھنم وساءت مصیرا۔

ترجمہ: جو شخص ایمانداروں کے راستے کے علاوہ دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔ ہم اس کو اس کی محبوب چیزیں دے دیں گے لیکن انجام کار ہم اسے جہنم رسید کریں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

## الحاصل

جبکہ گزشتہ مضمون کے سلسلہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ انسان اسی وقت انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ اپنے اندر ملکیت و روحانیت کو بہیمیت و نفسانیت پر غالب رکھے۔ اب یہ بات بھی سمجھ لینے کی ہے۔ کہ ملکیت کو بڑھانے اور اس کو زندہ رکھنے والی کیا چیز ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو چیز عالم اسباب میں ملکیت کے بڑھانے کے لئے تیار کی جاتی ہے۔ وہ بوجہ روح کے لطیف ہونے اور عالم بالا سے تعلق رکھنے کے ناقص و غیر مکمل ہوگی۔ پس عقلاً و استدلالاً۔ عرفاً و شرعاً ہم کو یہی ماننا پڑے گا۔ کہ ملکیت کے قائم اور زندہ و سلامت رکھنے کے لئے عالم بالا ہی سے بذریعہ الہام و وحی الفاظ کے سانچوں میں ایک نور اتارا جانا چاہیئے تھا۔ جو انسان کے مختلف مراحل میں اس کی رہنمائی کرے۔ اصلاح بنی آدم کے لئے ضرورت تھی۔ کہ خدائی ٹیلیفون کا کرنٹ حضرات ملائکہ کی وساطت سے انبیاء علیہم السلام کے قلوب مطہرہ میں قائم کیا جائے۔ چنانچہ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ کا جب ظہور ہوا۔ فاران کی چوٹیوں پر جب نورِ قرآن چمکا۔ تو پھر وہ غیر مہذب اور وحشی قوم جس کے یہاں ظلم وستم کرم تھا۔ اور سفاکی رحم تھا۔ وہ قوم متمدن و مہذب بنی۔ بچھڑے ہوئے بندوں کا خدا سے رشتہ جڑا۔ غلامی سے سرداری پر اور انسانیت سے ملکیت کے منصب پر فائز ہوئے۔

عزیز دوستو! نظام عالم میں ہر ایک چیز منظم و مرتب ہے۔ کوئی کام بے سلیقہ نہیں ہو رہا ہے۔ جب انسان اپنے کاموں میں بدنظمی اور بے ترتیبی کو پسند نہیں کرتا تو خالق عز برہانہ جو انسان کا اور تمام عالم کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ کب اس کو گوارا کر سکتا ہے۔

جس طرح دنیا کی ہر ایک گورنمنٹ اپنی رعایا کے تحفظ کے لئے چیدہ دماغ و تجربہ رکھنے والوں سے قانون بنوا کر شائع کرتی ہے اور اشاعت الفاظ کے ساتھ اس امر کی کوشش بھی کرتی ہے کہ اس کا مطلب صحیح سمجھا جائے۔ ایسے آدمی مقرر کرتی ہے۔ جو اس قانون کا صحیح مطلب رعایا کے کانوں تک پہنچائیں۔ ایسے کالج بناتی ہے۔ جہاں رعایا کے چیدہ دماغ آئیں اور مصالح قانون سے پورے آشنا ہوں۔ تاکہ دنیا میں بدامنی کے بجائے امن و اطمینان۔ رنج و غم کے بجائے راحت مسرت۔ بے آرامی کے بجائے چین اور سکھ کا دور دورہ ہو جائے۔ اسی طرح خداوند عالم نے دنیا و عقبیٰ کی دائمی راحت و سکون کے لئے روح و جسم کے تعلق کے بقا و استحکام و عروج کے لئے ایک مکمل غیر متبدل قانون حضرت معلم کتاب و حکمت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم تک پہنچایا۔

جس طرح گورنمنٹ اپنے قانون کی حفاظت خود کرتی ہے اور ایک مخصوص جماعت اس کی تشریح و توضیح کے لئے کام کرتی ہے ہر کس و ناکس کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ قانون کے جو چاہے معنی لے کر عملدرآمد کر لے۔ اسی طرح حسب وعدہ الٰہی قرآن مجید کی حفاظت براہِ راست حق تعالیٰ ہی سے متعلق رہے گی۔ اور حسب ارشاد رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم لا یزال طائفۃ من امتی منصورین علی الحق ایک جماعت امت محمدیہ میں ہمیشہ ایسی باقی رہے گی اور اس کی بادہائے مخالف سے گزند نہ پہنچے گا۔ جس کے بتلاتے ہوئے معنی صحیح ہوں گے۔

## تعلیم الٰہی ہونے کا معیار

چونکہ دنیا میں ہر مذہب اپنی حقانیت کا مدعی ہے اور اپنی تعلیم کو الٰہی تعلیم کہتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ایک ایسا معیار قائم کیا جائے۔ جس کے بعد یہ واضح ہو جائے۔ کہ کون سی تعلیم تعلیم الٰہی کہلانے کی سب سے زیادہ مستحق ہے۔

(۱) خدا تعالیٰ نے ایک ہی چیز یعنی مٹی سے ایک ہی طریقہ پر سب انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ بحیثیت خالق ہونے کے اس کو سب انسانوں سے یکساں تعلق ہے۔ لہٰذا تعلیم الٰہی کا پہلا خاصہ یہ ہوگا۔ کہ سب انسانوں کو یکساں بنائے۔ کالے اور گورے رومی اور حبشی۔ چینی اور ہندی۔ افغانی و حجازی۔ ترکی اور ایرانی کی تمیز اٹھا دے البتہ اگر ان میں سے ایک شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ ربط و ضبط رکھتا ہے۔ اور دوسرا پیدا ہو کر نافرمانی کرتا ہے اور عاق ہو گیا ہے۔ تو ان دونوں میں سے البتہ پہلے کو دوسرے پر یقینی ترجیح ہوگی۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ معلوم ہوا کہ متاع تقویٰ ہی آخرت اور دنیا میں کارآمد ہے۔ اور جو مذہب خشیت الٰہی کی زیادہ تلقین کرتا ہے وہی مذہب حقانی ہے۔

دوسرا خاصہ یہ ہے۔ کہ تمام انسانوں کو ایک خدائے واحد کا غلام بنا لے اور غیر اللہ کا رعب دل سے نکال دے۔

تیسرا خاصہ اس تعلیم پاک کا یہ ہے کہ ابتداءً و مادہ فرمانی انسان میں پیدا ہو جائے

یعنی وہ سمجھنے لگے - کہ مرکہ انسان زندہ ہوتا ہے اور زندہ مرنے کے لئے ہوتا ہے - اور مرنا اس لئے محبوب ہو کہ وصال رب العلمین میسر ہو -

چوتھا خاصہ یہ ہے کہ دنیا و مافیہا کی مملکت اور اس کے لوازمات اس کی نظر میں رضائے الٰہی کے مقابلہ پر پشہ کی برابر بھی حیثیت نہ رکھتے ہوں -

تمام کتب و صحائف سماویہ جن کو تعلیم الٰہی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - مثلاً تورات و انجیل - زبور - صحف ابراہیم و موسیٰ ان تمام کتابوں اور صحیفوں کے ماننے والوں کا ایمان ہے - کہ یہ سب الہامی اور منزل من اللہ ہیں - لیکن معیار مذکور کے لحاظ سے اگر کسی کتاب کے اندر بدرجہ اتم یہ خوبیاں موجود ہیں - تو وہ قرآن مجید ہے - اسی تعلیم نے سابقہ ملہم من اللہ جماعتوں میں جو شرک پسندی - مادہ پرستی - دہریت لامذہبی آگئی تھی - اس کو کھویا - اور اسی تعلیم کی بدولت تمام دنیا ایک کلمہ توحید کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو سکے گی -

## قرآن مجید نے اپنے متبعین میں کیا انقلاب کیا

حقیقت میں بات تو یہ ہے - کہ اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے - دوست اور دشمن سب جانتے ہیں - کہ عرب کی اسلام سے پہلے خصوصاً اور تمام دنیا کی حالت عموماً کیا تھی اور بعد از قبول اسلام انہیں لوگوں میں کیا جوہر پیدا ہوگئے - لیکن خوابیدہ مسلمانوں کو اپنے اسلاف کا نقشہ دکھانے کے لئے کچھ عرض کیا جاتا ہے - کہ ہمارا اسلام اس سانچے میں ڈھلا ہوا اصلی اسلام نہیں ہے جو پہلوں کا تھا - ہمارا اسلام نقلی اسلام ہے - نافہ آہو اگر اصلی کسی کو مل جاتا ہے تو اس کا سارا گھر خوشبو سے مہکنے لگتا ہے لیکن اگر نقلی نافہ کسی کو ملے گا - تو کوئی بھی خوشبو اس میں نہ ملے گی -

حقیقی مسلمانوں کا تعلق باللہ یہ تھا کہ:-

۱ - وہ تمام سے کٹ کر ایک خدائے قدوس سے جڑ گئے تھے - سب سے منہ موڑ کر اس کے غلام بن گئے تھے -

قرآن کا ان میں یہ اثر تھا -

۲ - قرآن مجید نے غیر اللہ کا رعب دلوں سے نکال دیا تھا - فقط ایک خدائے قہار کا خوف و خشیت قائم کر دیا تھا -

۳ - ہر لحظہ زندگی میں رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ سمجھتے تھے -

۴ - شعائر اللہ (کتاب اللہ - رسول اللہ بیت اللہ - صلوٰۃ و (روزہ) کی عزت اپنی زندگی سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے -

حقیقی مسلمانوں کا آپس میں معاملہ یہ تھا -

۵ - تربیت مجازی چونکہ حق تعالیٰ نے ہر انسان کی اس کے والدین کے اوپر عاید کردی ہے - اس لئے خدا تعالےٰ کے بعد والدین کی اطاعت فرض سمجھتے تھے

۶ - والدین کے متعلقین (دادیہال نانیہال) کی عزت کو بھی اپنا فریضہ سمجھتے تھے -

۷ - مساوات و ایثار رافت و رحمت - نصرت حق و اعراض عن الباطل بھی ان کا مایہ ناز تھا -

۸ - مظلوم کی مدوان کا شیوہ تھا -

۹ - حاکم بن کر محکوم کی خدمت کو اپنی بندگی کے لئے مکمل و متمم سمجھتے تھے -

## صحابہ کا طرز معاشرت

۱ - سادگی ان کا شعار تھا -
۲ - سپاہ گری ان کا فن تھا -
۳ - سخاوت ان کا لباس تھا -
۴ - شجاعت ان کا دل تھا -
۵ - تواضع ان کا تاج تھا -
۶ - غیرت ان کا طغرائے امتیاز تھا -
۷ - ہمت ان کی لونڈی تھی -
۸ - حمیت اسلامی ان کا ممتاز خاصہ تھا -
۹ - اس لئے امداد الٰہی بھی ان کے ساتھ ہر آن شامل حال تھی -

## مسلمانوں کی موجودہ پستی کے اصلی اسباب

مسلمانوں نے جہاں حمیت و انسانیت کو خیرباد کہا - وہیں انہوں نے خدا اور اس کی منزل من اللہ تعلیم سے بھی منہ موڑا - اس کا اثر یہ ہوا - کہ جن اصول کو وہ صحیح جانتے اور مانتے ہیں - انہیں پر عمل کی توفیق چھٹ گئی -

اگر مسلمان خداوند عالم سے جڑ جائیں - تو بس پھر تو جدھر رب ادھر سب کے قاعدہ سے ساری دنیا ان کی ہو جائے گی - مسلمانو! جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن اس لئے حاصل کرو کہ ترقی ہوگی - یا قرآن کا درس اس لئے حاصل کرو - کہ تجارت میں زیادتی ہوگی - وہ حقیقت میں قرآن مجید کے استعمال میں ایک معنی سے خودغرضی کر رہے ہیں - قرآن مجید کو اس لئے پڑھو کہ حق تعالیٰ کا کلام ہے - اسے اس لئے حاصل کرو - کہ وہ ہم سے راضی ہو جائے چاہے دنیا ملے یا نہ ملے - تجارت میں ترقی ہو یا نہ ہو *

## بقیہ اداریہ صفحہ ۶ سے آگے

حضرت عمرؓ کا سینکڑوں میل سے حضرت ساریہؓ کی ایک آواز سے رہنمائی کرنا ظاہر بینوں کو ناممکن نظر آتا تھا - آج وائرلیس ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ایجادات نے اس کا سمجھنا آسان کر دیا ہے -

جب انسان خدا تعالےٰ کے دئے ہوئے تھوڑے سے فہم و عقل اور معمولی مادی اسباب کے بل بوتے پر ایسا کر سکتا ہے - تو اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ پروردگار عالم کی حکمتوں اور قدرتوں کا کیا ٹھکانا - فرق یہ ہے کہ یہاں مادی جسمانی اور اسباب سے ایسا ہوا اور وہاں روحانی طور پر - اور ظاہر ہے کہ روح کو جسم پر ہر کام سے فوقیت حاصل ہے - (باقی)

## دورہ حدیث شریف

مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا مغربی پاکستان کے خدام اور اراکین نے دورہ حدیث شریف پڑھانے کے انتظامات مکمل کرلئے ہیں بفضلہ تعالےٰ لائق اور جفاکش فضلائے حدیث کی خدمات حاصل کرلی گئی ہے - اس لئے تمام طالبان علم حدیث کو اطلاع دی جاتی ہے - کہ ماہ شوال کے اختتام تک داخلہ کھلا رہے گا - اور سبق ۱۵ رشوال سے شروع کرا دئیے جائیں گے - ماہ شوال کے بعد کسی طالب علم کو داخل نہیں کیا جائے گا - یہاں اعتراضات اور شکوک شبہ کی دفاع کا خاص خیال رکھا جائے گا -

سید احمد شاہ بخاری مہتمم مدرسہ عربیہ
دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا

"آپ کا محبوب"
ہفت روزہ خدام الدین لاہور
شہر ڈیرہ اسماعیل خاں میں
(۱) راجہ برادرز - ایجنٹ اخبارات
(۲) بلوچ برادرز - بک سٹال
سے طلب فرماویں نیز پرچہ گھر پر پہنچانے کا بھی انتظام ہے -
(حافظ) فیض محمد ایجنٹ خدام الدین ڈیرہ اسمٰعیلخان

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

# تبلیغ اسلام میں تائید غیبی

اہل بحرین کے مرتد ہونے اور حضرت علاء بن الحضرمی کا ان کے مقابلہ کے لئے مامور ہونے اور مسلمانوں کی غیبی تائید کا عجیب واقعہ جو پہلے ہو چکا تھا کے بعد۔ مرتدین کو بحرین میں کامل شکست ہوئی۔ اکثر تو ان میں کے مقتول ہوئے اور جو بچے کچھ تو دوسری جانب کو بھاگ گئے۔ اور بہت سے خلیج دارین پناہ گزین ہوئے دارین ایک بستی ہے۔ جو سمندر کے کنارہ سے جہاز پر سفر کرنے والوں کے واسطے ایک رات دن کی مسافت پر واقع ہے۔ وہاں پہلے سے بھی دشمنان اسلام کا اجتماع تھا۔ اور اب شکست خوردہ مرتدین کی جماعت پہنچ گئی۔ تو ایک خوفناک قوت کا اجتماع ہوگیا۔ حضرت علاءؓ صورت حال کو دیکھ کر متردد و متفکر تھے۔ اگر دارین پر حملہ کرتے ہیں۔ تو یہ اندیشہ ہے۔ کہ دشمن عقب سے آکر اہل بحرین پر حملہ کردیں اور اگر دارین کو اسی حال پر چھوڑتے ہیں تو یہ قوت دن بدن ترقی پاکر زیادہ خوفناک ہو جائے گی۔ اس لئے آپ نے اول تو ان قبائل کو جو فتنہ ارتداد میں شریک نہ ہوئے تھے لکھا کہ مرتدین اور منہزین کے راستوں کو روک دیں اُن میں سے کوئی بحرین کی طرف آنے نہ پائے۔ ان لوگوں نے اُس کا کامل بندو بست کرکے جواب لکھا اور حضرت علاءؓ کو اِس طرف سے اطمینان ہوگیا تو دارین کا قصد فرمایا۔

دارین پر حملہ کرنے کے واسطے جہازوں اور کشتیوں کی ضرورت تھی۔ اور مسلمانوں کے پاس اس قسم کا سامان بالکل نہ تھا۔ مگر حضرت علاءؓ ایسے شخص نہ تھے۔ جن کو سمندر کی ہیبت ناک صورت ڈرا دیتی اپنے لشکر اسلام کو جمع کرکے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ کہ دشمنوں کی جماعتیں اور مفرورین کے گروہ اس خلیج دارین میں جمع ہوگئے ہیں۔ تم لوگ خشک میدان میں خدا تعالےٰ کی تائید اور امداد کو ابھی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ تم کو اسی قسم کی امداد اور تائید کی توقع دریا میں بھی رکھنی چاہئے تم سب دریا میں داخل ہو جاؤ۔ اور دشمن پر حملہ کرو۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔ کہ دہنا میں جو تائید غیبی کا کرشمہ ہم دیکھ چکے ہیں اُس کے بعد ہم کسی چیز سے نہ ڈریں گے۔ اُس گفتگو کے بعد حضرت علاءؓ ... لشکر کے سمندر کے کنارہ پر پہنچ گئے اور آپ مع لشکر کے یہ دعائیہ کلمات پڑھتے ہوئے سمندر میں داخل ہوگئے

یا ارحم الراحمین۔ یا کریم۔ یا حلیم یا احد یا صمد۔ یا حی۔ یا محی الموتیٰ یا حی۔ یا قیوم لا الٰہ الا انت یا ربنا

کوئی اُونٹ پر سوار تھا۔ کوئی گھوڑے پر۔ کوئی خچر پر کوئی گدھے پر اور بہت سے پیادہ پا تھے۔ سمندر کا پانی خشک ہوکر اس قدر رہ گیا۔ کہ اونٹ اور گھوڑے کے صرف پیر بھیگتے تھے۔ اسلامی لشکر ایسے راحت و آرام سے ہولناک دریا کو طے کر رہا تھا۔ گویا بھیگے ہوئے ریتے پر چل رہا ہے جس پر چلنا نہایت ہی سہل ہوتا ہے۔

دارین میں کسی کو یہ وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ مسلمان بغیر جہازوں اور کشتیوں کے اس طرح دریا کو پاپیادہ طے کرکے آپہنچیں گے وہ غافل تھے۔ مسلمان وہاں پہنچ گئے۔ اور دارین مسخر ہوگیا۔

خدا تعالےٰ نے اپنے خاص بندوں کی دعا کو قبول فرمایا اور دریا میں ان کے لئے سہل اور نہایت آرام دہ راستہ بنا دیا۔ ابھی بے آب و گیا میدانوں میں غیبی تائید کا خاص کرشمہ دیکھ لیا تھا۔ اس سے بڑھ کر سمندر کو پایاب کرکے دکھلا دیا۔ کہ دین اسلام کے ساتھ تائید الٰہی شامل ہے۔ اُس کی اشاعت نہ ظاہری تدابیر پر موقوف ہے۔ نہ کسی قسم کے جبر و اکرا کو اس میں دخل ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جن کو کیسا ہی سنگدل اور حق سے منحرف شخص بھی جب دیکھے گا نہ ممکن ہے کہ اسلام کی حقانیت اس کے قلب میں راسخ نہ ہو جائے۔ اور گو وہ اپنے قدیم مذہب پر کتنا ہی ہٹ اور ضد کے ساتھ قائم رہنا چاہئے۔ لیکن دین اسلام کی کشش کبھی اس کو اپنی اصرار اور ہٹ دھرمی پر قائم نہیں رہنے دیسکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ موضع حجر کا ایک عیسائی راہب جو اسلامی لشکر کے ساتھ جس نے بر و بحر دونوں جگہ تائید آسمانی کی جلوہ گری دیکھی تھی۔ اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوا۔ کسی نے اُس سے پوچھا۔ کہ تیرے مسلمان ہونے کی کیا وجہ تھی۔ اُس نے جواب میں کہا ثلاثۃ اشیاء خشیت ان یمسخنی اللہ بعدھا ان انا لم افعل۔ فیض فی الرمال دتمھیا، انباج البحر ودعاً سمعۃ فی عسکرھم فی الھواء سحرًا (تین چیز ایسی دیکھیں کہ ان کے بعد بھی مسلمان نہ ہوتا تو مجھ کو مسخ ہونے کا اندیشہ تھا اول تو بے آب و گیاہ میدان میں پانی کا ظاہر ہوجانا دوسرے سمندر میں راستہ ہو جانا تیسرے ایک دعا جو میں نے مسلمانوں کے لشکر میں صبح کے وقت آسمان کی طرف سے سنی) لوگوں نے کہا کہ وہ دعا کیا تھی کہا وہ دعا یہ ہے۔

اللھم انت الرحمن الرحیم لا الٰہ غیرك و البدیع لیس قبلك شئ الدائم غیر الغافل والحی الذی لا یموت وخالق ما یری ولا یری وکل یوم انت فی شان و علمت اللھم کل شی بغیر تعلم۔ میں ان حالات کو دیکھ کر سمجھ گیا۔ کہ مسلمانوں کی اعانت و تائید میں ملائکہ کی شرکت اسی وجہ سے ہوئی کہ وہ حق پر ہیں۔

---

## جلسہ تقسیم اسناد کے سلسلہ میں

## مدرسہ مظہر العلوم کراچی کا عظیم الشان تبلیغی جلسہ

پاکستان کے مشہور دینی ادارہ۔ مدرسہ مظہر العلوم کراچی کے وہ فارغ التحصیل طلبہ جو امسال "وفاق المدارس العربیہ" کے امتحان میں کامیاب ہوئے انہیں مورخہ ۱۸ر اپریل مدرسہ کی طرف سے سند الفراغ اور دستار فضیلت دی گئی۔ اس مبارک تقریب میں مدرسہ کے ممبران اور شہری معززین کے علاوہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی امیر جماعت تبلیغ خصوصی طور پر مدعو تھے۔

مدرسہ کی جامع مسجد کے وسیع ایوان میں مدرسہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ فضل احمد صاحب مدرسہ کی ارتقائی تاریخ۔ اساتذہ کی اطمینان بخش کارکردگی اور دیگر اسٹاف کی پر خلوص مساعی کو سراہتے ہوئے۔ اس مبارک تقریب کا مقصد جامع اور مدلل پیرایہ میں بیان کیا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنے دست مبارک سے اسناد تقسیم کریں۔ اور مدرسہ کے طرف سے دئے ہوئے دستار بھی باندھیں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں حاضرین کو عموماً اور فارغ التحصیل طلبہ سے خصوصاً دین کی نشر و اشاعت۔ علم و تبلیغ کی اہمیت اور آج کے عہد میں انہیں اپنے فرائض کے نباہنے کے تلقین فرمائی اور اپنے روح پرور خطبہ کے اختتام پر سند الفراغ تقسیم کئے۔ فارغ طلبہ کے دستار باندھنے میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی مدرسہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل احمد صاحب مدرسہ اسلامیہ نیوٹاؤن کے استاد مولانا لطف اللہ صاحب مدرسہ مظہر العلوم کے مدرس اول مولانا ہدایت اللہ صاحب اور مدرس قاری مولانا عبدالغنی صاحب نے بنفس نفیس شرکت کی۔ (مولانا) اللہ ورایا بروہی استاد مدرسہ مظہر العلوم کراچی

# آداب و اخلاق

بچوں کا صفحہ

## اسراف

مولٰنا محمد شفیع ایم-اے

"اسراف" عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی "فضول خرچی" ہے۔ مال و دولت کو ویسے بھی بلا ضرورت صرف کرنا ایک بُری عادت ہے۔ اسے کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ مگر اس کے باوجود بعض آدمی ہیں۔ جو ایسا کرتے ہیں۔ خرچ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی تقریب پیدا کر لیتے ہیں۔ عورتیں نذر و نیاز کے نام پر فضول خرچی کرتی ہیں۔ یہ بیوی کا کونڈا ہے۔ یہ بچے کی سالگرہ ہے۔ مرد شادی بیاہ اور دوسرے موقعہ پر وہ بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ تا کہ ان کا نام ہو۔ مگر ایسا کرنے سے نقصان کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ منہ پر لوگ تعریف کرتے ہیں۔ اور پیٹھ پیچھے ان کی حماقت پر ہنستے ہیں ؛

مال و دولت اللہ تعالےٰ کی امانت ہے۔ اس لئے اتنا ہی صرف کرنا چاہیئے جس سے اللہ تعالےٰ خوش ہو۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کی راہ میں صرف کرنے کا وقت آتا ہے۔ تو یہ لوگ عذر کرتے ہیں۔ قوم کے ضروری کام ان کے بخل کی وجہ سے رُکے رہتے ہیں ملک کی ترقی کے منصوبے ان کی عدم توجہ سے پورے نہیں ہوتے۔ البتہ فضول اور واہیات مقامات پر وہ بے دریغ صرف کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ قرآن پاک بڑی سختی سے روکتا ہے۔ کہ دولت بے جا خرچ نہ کرو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ترجمہ (کھاؤ پیؤ اور بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ (بے شک فضول خرچ کرنیوالے شیطان کے بھائی ہیں۔) اس لئے تم شیطان کے بھائی بننے سے بچو۔ شیطان گمراہ ہے۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اگر تم نے اس کا ساتھ دیا۔ تو تم بھی برباد ہو جاؤ گے ؛

مال و دولت کہاں کہاں خرچ کرنے سے اللہ تعالےٰ خوش ہوتا ہے۔ اس کا مفصل ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ جب تم بڑے ہوگے تو اسے ضرور پڑھنا۔ اور اپنے مال و دولت کو اسی طرح صرف کرنا۔ جس طرح اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے ؛

## چغل خوری

چغلی کھانا ایک نہایت بُری عادت ہے۔ اس سے بڑے بڑے فتنے اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ معمولی سی چغلی سے دونوں انسانوں میں بعض دفعہ اتنی نا اتفاقی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں اور مرتے دم تک ایک دوسرے سے کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتے اسی طرح خاندان اور کنبے آپس میں لڑ جاتے ہیں۔ اور آخر میں تباہ و برباد ہو جاتے ہیں ؛

چغل خور انسان بہت بُرا ہوتا ہے۔ اسے سب حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور نہایت ذلیل سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس کی ہر بات جھوٹ اور ہر کام میں دغا اور فریب ہوتا ہے اس کا کام انسانوں کو آپس میں لڑانا اور اپنا اُلّو سیدھا کرنا ہوتا ہے ؛

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جیسے جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، اسی طرح چغل خور کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ ایک وقت وہ دو انسانوں میں فساد کرانے میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے، مگر جب وہ آپس میں مل بیٹھتے ہیں۔ اور اپنا دل صاف کر لیتے ہیں۔ تو اس کا سارا بھرم کھل جاتا ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے ان کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ اور اس کی ساری عزت خاک میں مل جاتی ہے ؛

ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم چغل خور کو بہت بُرا سمجھتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ "چغل خور تو بہشت میں داخل نہ ہوگا"۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ اور فرمایا۔ کہ ان مردوں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ اور یہ عذاب کسی ایسی بڑی بات کے لئے نہیں ہے۔ جس سے وہ بچ نہ سکتے تھے۔ وہ یہ کہ ایک شخص پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچتا تھا۔ اور دوسرا چغلیاں کھاتا تھا ؛

شیخ سعدیؒ کا نام تو تم نے سنا ہوگا۔ وہ بڑے نیک اور پارسا تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور ایک دوسرے آدمی کی چغلیاں کھانے لگا۔ شیخ سعدی رح نے اس کی جانب دیکھا۔ اور کہا اے شخص آج کل صلیبی جنگیں ہو رہی ہیں۔ تم اس حصہ لیتے ہوگے؟ اس شخص نے کہا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں؟ میں تو شہر کی چار دیواری سے باہر نہیں گیا شیخ سعدی رح نے کہا "عیسائی تو تیری تلوار سے محفوظ رہیں اور مسلمان تیری تیغ زبان سے زخمی ہوں، کتنے افسوس اور شرم کا مقام ہے"۔ وہ شخص بہت شرمندہ ہوا۔ اور چپ ہو گیا ؛

اگر کوئی شخص تمہارے سامنے کسی کی برائیاں بیان کرے۔ تو تم اُسے روک روک دو۔ اور صاف صاف کہہ دو کہ میں سننا نہیں چاہتا۔ اس طرح نہ صرف تم عذابِ الٰہی سے بچ جاؤ گے بلکہ اُسے بھی دوزخ کی آگ سے بچا لوگے اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ نہ صرف خود چغلی کھانے سے پرہیز کرے۔ بلکہ دوسروں کو بھی ایسا کرنے نہ دے ؛

اللہ تعالیٰ

ہر مسلمان کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمۂ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰۔۲۰/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

پاک و ہند کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

# قرآن عزیز مجلد

تقطیع ۸/۲۲×۲۹

مع متن خبر و محشی

مرتبہ
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ

فوائد

۱ = ہر سورۃ کا عنوان
۲ = ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور ماخذ
۳ = ربط آیات
۴ = کاغذ، کتابت، طباعت معیاری

ھدیہ مجلد پارچہ قسم اول آٹھ روپے، محصولڈاک عہ قسم دوم چھ روپے محصولڈاک عہ
(بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجیں)

ملنے کا پتہ
ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

## منفرد مطبوعات

گلدستہ صد احادیث نبوی مجلد جیبی سائز
قیمت ۵۰ پیسے معہ محصولڈاک عہ
مجموعہ تفاسیر مجلد ۱۰۵۰ پیسے
ضرورت قرآن ۱۹ پیسے // ۲۵ پیسے
اسماء اللہ الحسنٰی ۳۱ // ۳۱ پیسے
مقصد قرآن ۱۹ // ۴۳ پیسے
استحکام پاکستان ۱۹ // ۳۱ پیسے
اصلی حنفیت ۱۲ // ۳۱ پیسے
بہشتی اور دوزخی کی پہچان ۶ پیسے // ۲۵ پیسے
نجات دارین کا پروگرام ۱۹ // ۲۵ پیسے
مسٹر اور علماء ۱۹ // ۳۱ پیسے
۳۱ پیسے
ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ۔ لاہور

## گلدستہ
## صد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ:- حضرت مولانا احمد علی صاحب
امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور

اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف و مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں۔ کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ اصل حدیث کے نیچے اس کا ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے ہر حدیث کے اختتام پر چند الفاظ میں اس کی مختصر تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ اس کی قیمت پہلے ایڈیشن میں تو فقط ایک عہدنامہ پر دستخط تھے جس میں ان احادیث کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ تھا اور مجلد کے لئے ۲ جلد کے لئے جاتے تھے لیکن اب تیسرے ایڈیشن میں اس کی قیمت کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ۸ آنے رکھ دی گئی ہے اور محصولڈاک ۶ پیسے کل عہ روپیہ پیشگی بھیجیں۔ وی۔ پی ہرگز نہ ہوگا۔

ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت
انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور




سب سے بہتر
الائٹ انک

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا